8

اخلاقیات

جماعت ہشتم

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

اخلاقیات

(ETHICS)

8

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپر، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مصنفین: ملک محمد شریف، ریٹائرڈ پرنسپل، ایم۔اے ہسٹری، ایم۔اے معاشیات، ایم۔ایڈ۔
ڈاکٹر غلام فاطمہ (ایسوسی ایٹ پروفیسر)، ادارہ خصوصی تعلیم، جامعہ پنجاب، لاہور۔
ڈاکٹر مصباح ملک (اسسٹنٹ پروفیسر)، ادارہ تعلیم و تحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور۔

ایڈیٹر: پروفیسر عبدالشکور شاکر (پی ایچ۔ڈی اسکالر پنجاب یونیورسٹی) اسسٹنٹ پروفیسر اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج (بوائز)، گوجرانوالہ۔

ریویوز:
- ڈاکٹر افتخار بیگ، ریٹائرڈ پروفیسر/ پرنسپل گورنمنٹ سائنس کالج وحدت روڈ، لاہور۔
- ڈاکٹر کلیان سنگھ کلیان، اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔
- ڈاکٹر اشوک کمار، اسسٹنٹ پروفیسر، انچارج انسٹیٹیوٹ آف لینگویجز اینڈ لِنگوِسٹکس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
- ذکریا قمر، لیکچرر (یونانی/ لاطینی)، انسٹیٹیوٹ آف لینگویجز اینڈ لِنگوِسٹکس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔
- مسز سعیدہ راجا، اسسٹنٹ پروفیسر، گلبرگ ڈگری کالج، لاہور۔
- مسز فرزانہ ریاض، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

ڈائریکٹر مسوّدات: فریدہ صادق

زیرِ نگرانی: • لیقہ خانم • اصغر علی گل

ڈپٹی ڈائریکٹر (آرٹ اینڈ ڈیزائن): غلام محی الدین

لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ: منال طارق

کمپوزنگ: عرفان شاہد

تجرباتی ایڈیشن

ناشر:

مطبع:

فہرست مضامین

یونٹ نمبر	عنوانات	صفحہ
1۔	مذاہب کا تعارف	1-13
	انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار	
	سماجی فلاح و بہبود	
	کردار سازی	
2۔	دنیا کے مذاہب	14-22
	کنفیوشیا ئزم (تعارف، کنفیوشس، کتب، بنیادی تصورات)	
	تاؤ ازم (تعارف، لاؤزے، کتب، بنیادی تعلیمات)	
3۔	پاکستان میں مذہبی تہوار	23-29
	بھگوان شری کرشن کا جنم دن (جنم اشٹمی)	
	بیساکھی/ وساکھی ایک موسمی تہوار	
4۔	اخلاقی اقدار	30-40
	حُب الوطنی	
	قانون کا احترام	
	معاشرتی آداب	
5۔	شخصیات	41-47
	میرا بائی (حالاتِ زندگی اور کردار)	
	مقدس آگسٹین (حالاتِ زندگی اور کردار)	
	ابرہام لنکن (حالاتِ زندگی اور کردار)	
	احمد ابنِ محمد مسکویہ (حالاتِ زندگی۔ کتاب، تہذیب الاخلاق)	
	فرہنگ	48
	کتابیات	49

یونٹ:1

مذاہب کا تعارف

تدریسی مقاصد:

ا۔ انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار۔

۲۔ سماجی فلاح و بہبود: یتیم بچوں کی کفالت و تربیت، جسمانی اور نفسیاتی مریضوں کا خیال، ضرورت مندوں، خصوصی افراد اور غربا کی فلاح و بہبود

۳۔ کردار سازی: اچھا انسان ہونا، ساتھیوں کا احترام، انسان کا بین الاقوامی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے کردار۔

مذہب:

مذہب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں ''چلنے کا راستہ''۔ اصطلاحی اعتبار سے مذہب سے مراد وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنا مقصدِ حیات حاصل کرتا ہے۔ مذہب انسان کو عقائد کے ساتھ ساتھ تعلیمات کے ذریعے زندگی گزارنے کے متعلق رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔

مذہب کا ارتقا:

زمانہ قدیم سے انسان زندگی گزارنے کے لیے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور کسی نہ کسی نظریہ کی تقلید کرتا رہا ہے تاکہ وہ خدا سے تعلق پیدا کر سکے اور اس کے احکامات کی بجا آوری کر سکے۔ اِسی بنا پر اُس نے مختلف روحانی ہستیوں کی پیروی کی جس سے مختلف مذاہب وجود میں آئے۔ دُنیا کے قدیم ترین مذاہب میں ہندو دھرم (سناتن دھرم) زرتشت، یہودیت، جین مت، کنفیوشس اِزم، بدھ مت، تاؤازم وغیرہ تمام مذاہب مسیحیت سے پہلے دنیا میں موجود تھے۔ دُنیا کی قدیم ترین تہذیبیں یونانی، مصری، تہذیبِ فارس اور وادیِ سندھ کی تہذیب سے اُس وقت کے مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی آثار کا پتا چلتا ہے۔ موہنجو داڑو سے جانوروں کے نقش والی مہریں اور ہڑپا سے ملنے والے مجسموں سے اُس دور کی مذہبی روایات کا علم ہوتا ہے۔ اس کے بعد لوگوں میں یہ عقیدہ پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ موت کے بعد بھی اِنسان کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتا ہے۔ یہاں سے انسان میں مرنے کے بعد کی زندگی میں کامیابی پانے کے لیے نیکی اور بدی کا تصوّر پیدا ہوا۔ مذہبی اور روحانی ہستیوں انبیا، پیغمبروں اور اوتار کے آنے پر انسانوں میں خدا کی وحدانیت کا تصور پیدا ہوا۔ اِن ہستیوں نے ایک خدا پر ایمان لانے کی دعوت دی اور اِس کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی تبلیغ کی۔ اِن ارتقائی منازل سے گزرتے ہوئے تمام مذاہب وجود میں آئے ہیں۔

مذاہب کا تعارف

1۔ ہندو مذہب (سناتن دھرم):

ہندو مذہب ایک قدیم مذہب ہے۔ یہ مذہب محبت، برداشت، ہمدردی، قربانی اور امن کی تعلیم دیتا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والے ہندو کہلاتے ہیں۔ ہندو ایشور (ایک خدا) پر یقین رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کی عبادت گاہ کو مندر کہا جاتا ہے۔ مندروں میں دیویوں اور دیوتاؤں کی مورتیاں سجائی جاتی ہیں جن میں بھگوان وشنو، بھگوان شری رام چندر، بھگوان شری کرشن، دیوی لکشمی، ماں شیراں والی اور دیگر دیوی اور دیوتا شامل ہیں۔ یہ مورتیاں مٹی، پتھر، چونے، لکڑی، سونے اور

چاندی سے بنائی جاتی ہیں۔ تری مورتی کے اوتار ایشور تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ ہندوؤں میں روزانہ کی پوجا پاٹ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ لوگ گھروں میں بھی عبادت کرتے ہیں جس کے لیے گھروں میں جگہ مخصوص کی جاتی ہے۔ گھروں میں جہاں مندر ہوتا ہے، وہ جگہ پوِتّر (پاک) ہو جاتی ہے۔ روزانہ صبح اُٹھ کر اشنان (غسل کرنا) کرنا عبادت کا حصہ ہے۔ دریائے گنگا میں اشنان کرنا ایک سعادت ہے۔

تری مورتی

ہندو دھرم میں دو اقسام کی مقدس تحریریں ہیں: سروتی اور سمرتی۔ اگرچہ سمرتی ادب میں بہت سی تحریریں ہیں لیکن بھگوت گیتا اور رامائن زیادہ مشہور ہیں۔ سروتی ادب کو دو بڑے حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: وید اور اپنشد۔ وید کا مطلب ہے "علم" یا "جاننا"، جبکہ اپنشد کا مطلب ہے "نزدیک ہو کر بیٹھنا"۔ وید کی تعداد چار ہے:

1۔ رگ وید

2۔ یجرُ وید

3۔ سام وید

4۔ اتھر وید

اس مذہب میں بھجن کیرا تن، پوجا پاٹ، روایات پر عمل اور سماجی رسم و رواج ہندو دھرم کا حصہ ہیں۔ ہندو مختلف دنوں میں برتا (روزہ) بھی رکھتے ہیں۔ مندروں میں عبادت کرانے کے فرائض برہمنوں کے سپرد ہوتے ہیں جو وقتِ مقرر پر آرتی اور پوجا کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

بدھ مت:

سٹوپے میں بدھا کا مجسمہ

بدھ مت کے بانی مہاتما بدھ ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو محبت، امن و آشتی اور رواداری کی تعلیم دی۔ بدھ مت کی عبادت گاہ کو "وِہارا" کہتے ہیں۔ بدھ مت میں روزہ بھی رکھا جاتا ہے، سری لنکا میں بدھ کے تبرکات کی پوجا کی جاتی ہے۔ بدھ مت میں جو شخص بھکشو بننا چاہتا ہے اُسے دُنیاداری ترک کرنے کا عہد کرنا پڑتا ہے۔

بدھ مت کے پیروکار مہاتما بدھ کے مجسموں کی پوجا کرتے ہیں۔ بدھ مذہب میں اسٹوپے یعنی عبادت گاہیں اور عمارتیں پتھروں کو تراش کر بنائی گئی ہیں۔ گندھارا کا فن اس بات کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ ہزاروں کتبوں اور پتھروں پر بدھ مذہب کی تعلیمات درج کی گئی ہیں۔ آج بھی سری لنکا اور ٹیکسلا میں بدھ مت کے آثار ملتے ہیں جن میں مذہبی افکار کی جھلک موجود ہے۔

مقدس چرچ

مسیحّیت:

خداوند یسوع مسیح کے ماننے والوں کا مذہب مسیحیت ہے، اِس کے ماننے والے مسیحی کہلاتے ہیں۔ مسیحیوں کی مذہبی کتاب بائیبل مقدس ہے۔ اس میں خداوند یسوع مسیح کی تعلیمات درج ہیں۔ خدا

خداوند یسوع مسیح نے برابری، ایثار، قربانی، امن اور محبت کی تعلیمات دیں۔ مسیحیوں کی عبادت گاہ کو گرجا گھر یا چرچ کہتے ہیں۔ گرجا گھر میں پادری حضرات عبادت اور لوگوں کی رہنمائی کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ بعض گرجا گھروں کے اندر خوبصورت مجسمے نصب ہیں اور تصاویر نہایت شاندار طریقے سے بنائی گئی ہیں۔

اسلام:

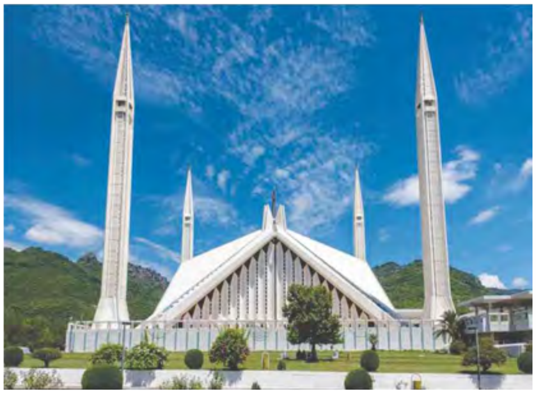

فیصل مسجد

اسلام کے ماننے والوں کو مسلمان کہتے ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ کے نبی اور مذہب اسلام کے پیغمبر ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ ان کی مذہبی کتاب "قرآن مجید" ہے جس میں اللہ کا پیغام درج ہے۔ اسلام کی بنیاد عقیدۂ توحید یعنی ایک خدا کو ماننے پر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو صفائی، علم، تحقیق، سچ بولنے، ہمدردی، مساوات، بھائی چارہ، امن، عدل و انصاف، اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تعلیمات دی ہیں۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔ امام مسجد پانچ وقت کی اذان اور نماز کی امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ اس کے بنیادی ارکان ہیں۔

سکھ مذہب:

گوردوارہ ننکانہ صاحب

سکھ مذہب کے بانی گورونانک صاحب جی ہیں۔ آپ نے خالص توحید پر زور دیا ہے۔ سکھوں کی عبادت گاہ کو گوردوارہ کہتے ہیں۔ یہ سکھوں کی معرفت کا مرکز ہے۔ گورو گرنتھ صاحب ان کی مذہبی کتاب ہے جس سے وہ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اس کتاب میں توحید، توکل، توبہ، شرک سے ممانعت، آخرت پر ایمان اور بہت سے دوسرے موضوعات شامل ہیں۔ عبادت میں ذاتِ الٰہی کی حمد و ثنا بیان کی جاتی ہے۔ سکھ صبح سویرے اشنان کر کے گورو گرنتھ صاحب کا پاٹ کرتے ہیں۔ سکھوں کے ہاں کیرتن (موسیقی) کے ساتھ گُربانی پڑھی جاتی ہے۔

گوردوارے میں صبح و شام عبادت ہوتی ہے۔ وہاں جانے سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے۔ گوردوارے میں داخل ہو کر سر جھکایا جاتا ہے۔ اختتام پر ارداس (دعا) کھڑے ہو کر کی جاتی ہے اور آخر میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔ سکھ مذہب میں پانچ کاف اپنانے ضروری ہیں جو کہ کیس (بال)، کچھا، کڑا، کرپان اور کنگھی ہیں۔

انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار:

مذاہب نے انسانی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس دنیا میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کا اگر غور سے جائزہ لیا جائے تو دنیا میں تہذیبوں کی ترقی میں مذہب بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے۔ آپ مختلف شعبوں پر غور کریں مثال کے طور پر بود و باش، فنِ تعمیر، زبان، ادب، فنونِ لطیفہ، روایات، اصلاحات، سماجی

فلاح و بہبود، اخلاقیات اور تعلیم پر مذہب نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ تمام مذاہب انسانیت کی تعمیر کرتے ہیں اور اچھے اخلاق پر زور دیتے ہیں۔ مذاہب انسانی زندگی میں توازن، ترقی اور میانہ روی پیدا کرتے ہیں۔ مذاہب نفرت اور دشمنی کی بجائے محبت کا درس دیتے ہیں جس سے انسانی معاشرے ترقی کرتے ہیں۔ کسی بھی انسان کی انفرادی ترقی اس کی معاشرتی ترقی سے مشروط ہے۔ کسی بھی قوم کی ترقی میں مذہب کا بہت اہم کردار ہے۔ تمام مذاہب جھوٹ سے بچنے اور سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کوئی بھی معاشرہ جس میں کاروبارِ زندگی کی بنیاد جھوٹ پر رکھی جائے، کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔

تمام مذاہبِ عالم برابری اور مساوات کی تعلیم دیتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام افراد کو مساوات کی بنیاد پر حقوق دیے جائیں۔ کسی کی حق تلفی نہ کی جائے اور ہر ایک کو اس کی قابلیت، اہلیت اور جدوجہد کی بنیاد پر ترقی کے مواقع دیے جائیں اور ہر قسم کے تعصب سے گریز کیا جائے۔ تمام مذاہب اجتماعیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک کہ اس کے افراد مل جُل کر مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے کوشش نہ کریں۔ باہمی اتحاد سے کام کرنے سے ایک شخص کی ترقی سے معاشرے کے باقی تمام افراد بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور یوں افراد کی انفرادی ترقی پورے معاشرے کی اجتماعی ترقی میں بدل جاتی ہے اور پورا معاشرہ تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتا ہوا بامِ عروج کو پہنچ جاتا ہے۔ تمام مذاہب نے بھائی چارے اور امن وامان کا بھرپور پرچار کیا ہے۔

کسی بھی معاشرہ کی ترقی کے لئے امن کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جس معاشرے میں امن و امان ہو وہ بہت تیزی سے ترقی کرتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ امن ہونے کی صورت میں ہی کاروبار ترقی پاتے ہیں نیز تعلیم اور صحت کے وسائل عام لوگوں تک پہنچ پاتے ہیں۔ جن معاشروں میں امن وامان کی صورتِ حال دگرگوں ہوتی ہے وہاں انفرادی اور اجتماعی زندگیاں مسائل کا شکار رہتی ہیں وہاں کے مقامی لوگ زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو حاصل نہیں کر پاتے، کاروبار ترقی نہیں کر پاتے۔ کھانے پینے کے علاوہ رہائش، تعلیم، علاج، روزگار جیسی بنیادی ضرورتیں انسان کی دسترس سے باہر ہو جاتی ہیں۔ ہر وقت جانی و مالی نقصان کا خدشہ رہتا ہے۔ تمام مذاہب بنی نوع انسان کو غور وفکر، سوچ بچار اور تحقیق کی دعوت دیتے ہیں جس کے نتیجے میں بڑی بڑی ایجادات ممکن ہوئی ہیں اور اقوامِ عالم نے ترقی کی منازل طے کی ہیں۔

سماجی فلاح و بہبود:

تمام مذاہب نے انسانی فلاح و بہبود پر بہت زور دیا ہے۔ ہر مذہب نے سماجی اقدار کو حیاتِ نو بخشی اور دوسروں کا احترام سکھایا ہے۔ مذاہب نے معاشروں کو استحکام بخشا ہے۔ مذاہب انسان کو روحانی بلندیوں تک لے جاتے ہیں۔

سماجی فلاح و بہبود کے سلسلے میں تمام مذاہب مندرجہ ذیل تعلیمات دیتے ہیں:

1۔ مخیر حضرات غریب، محتاج، مسکین، مفلس، یتیم اور معذور افراد کی مالی امداد کریں تاکہ بیمار اپنا علاج کرواسکیں اور محتاجوں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ جو بچے غربت کے باعث تعلیم حاصل نہیں کر سکتے ان کے لیے تعلیم کا حصول ممکن ہو سکے۔ تمام مذاہب نے اپنے ماننے والوں کو پابند کیا ہے کہ وہ اپنے مال کا ایک حصہ ان بے کس لوگوں پر خرچ کریں۔

2۔ غریب لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک روا رکھا جائے تاکہ وہ ذہنی اضطراب میں مبتلا نہ ہوں اور ایک اچھی زندگی گزار سکیں۔

3۔ ہر مذہب نے غریبوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دی ہے تاکہ کوئی شخص بھوک کی وجہ سے بیماری یا ہلاکت کا شکار نہ ہو جائے۔

4۔ تمام مذاہب صدقہ وخیرات کی تعلیم دیتے ہیں تا کہ وہ لوگ جو شرم کے باعث ہاتھ نہیں پھیلاتے ان کی مدد کی جا سکے اور ان کی عزتِ نفس بھی مجروح نہ ہو۔

5۔ ہر معاشرے میں سماجی فلاح کے جو ادارے پہلے سے متحرک ہیں اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور اگر ممکن ہو تو ان کی امداد بھی کی جائے۔

ا۔یتیم بچوں کی دیکھ بھال:

یتیم بچوں کی دیکھ بھال

ہر مذہب نے یتیموں کی کفالت کو بہت اہمیت دی ہے اور ان کے ساتھ مشفقانہ سلوک روا رکھنے کا حکم دیا ہے، جیسا ہم اپنے بچوں سے رکھتے ہیں۔ وہ بچے جن کے والدین فوت ہو چکے ہیں اور اُن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں، وہ بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں۔ ان کی تعلیم، رہن سہن، لباس اور خوراک کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے۔ یتیموں کے مال کی حفاظت اس کے کفیل کے ذمہ ہے۔ ہر مذہب میں یتیموں کی ساتھ بدسلوکی کی مخالفت کی گئی ہے۔ ہمیں جہاں تک ہو سکے یتیم بچوں کی مالی معاونت بھی کرنی چاہیے۔ بہت سے ممالک میں جن بچوں کے والدین فوت ہو جاتے ہیں، ان کی ذمہ داری حکومت اور فلاح و بہبود کی تنظیمیں اٹھا لیتی ہیں۔

ہم مندرجہ ذیل اقدامات کے ذریعے یتیموں کی کفالت کر سکتے ہیں:

1۔ ایسے لوگ جن کی اولاد نہیں ہے، وہ یتیموں کو گود لے سکتے ہیں۔

2۔ مختلف ادارے ان بچوں کو اپنی تحویل میں لے لیں۔

واضح ہو کہ ملک بھر میں مختلف قسم کے ادارے پہلے ہی سے یہ کام کر رہے ہیں جن میں بچوں کے حقوق کے تحفظ کے ادارے، سویٹ ہومز، دار الشفقت اور دیگر سماجی ادارے شامل ہیں۔ کچھ افراد بچوں کیلئے فنڈز مخصوص کر دیتے ہیں تا کہ وہ تعلیم حاصل کر سکیں۔ وہ ماہانہ بنیادوں پر ان بچوں کا خرچہ برداشت کرتے ہیں۔ تا کہ ان کی ضروریاتِ زندگی پوری ہو سکیں اور وہ بھی ایک عام انسان کی طرح زندگی گزار سکیں۔ کچھ افراد ان یتیم بچوں کی کفالت کیلئے اپنا وقت رضا کارانہ طور صرف کرتے ہیں۔ جن اداروں میں یہ بچے ہوں ہمیں انفرادی اور اجتماعی طور پر اُن کی مدد کرنی چاہیے تا کہ وہ ان یتیم بچوں کی پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔

1۔ جسمانی مریض:

معذور افراد

معذوری سے مراد انسانی اعضا (مثلاً آنکھ، ناک، کان، زبان، ہاتھ، بازو، ٹانگ یا پاؤں وغیرہ) کا ٹھیک طرح سے کام نہ کرنا ہے۔ ان اعضا کے ٹھیک کام نہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ معمول کی زندگی بسر کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ہمارے اردگرد بہت سے لوگ کسی معذوری میں مبتلا ہوتے ہیں جیسے اندھے، گونگے اور بہرے۔ معذوری کسی موروثی بیماری کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور کسی حادثے کے باعث بھی ہو سکتی ہے، جیسے کہ کچھ

بچوں کی نظر پیدائشی طور پر کمزور ہوتی ہے۔ کچھ بچے پولیو یا کسی حادثے کا شکار ہو کر جسمانی معذور ہو جاتے ہیں۔ معذور لوگ بھی ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں، اس لئے ہمیں چاہیے کہ ان لوگوں پر خصوصی توجہ دیں تا کہ وہ سماجی سرگرمیوں میں حصہ لے سکیں۔ اُن کو معاشرے میں ضروری سہولتیں مہیا کی جانی چاہییں۔ معذوروں کی ایک قسم ذہنی یا دماغی معذوری ہے۔ اس میں جذباتی بے اعتدالی، ذہنی پس ماندگی، سننے یا بولنے اور دیکھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

معذور افراد کی اقسام:

1۔ جسمانی معذور افراد 2۔ ناقص بینائی والے افراد 3۔ گونگے بہرے یا ناقص سماعت والے افراد 4۔ ذہنی امراض

یوں تو ذہنی معذوروں کی فہرست خاصی طویل ہے تاہم بعض کا علاج ہو سکتا ہے۔ بیماری کی وجوہات جان کر ان کا مثبت طریقے سے علاج کیا جا سکتا ہے۔ معذوروں کا عالمی دن تین دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ جس کا مقصد عوام میں شعور بیدار کرنا ہے کہ اِن افراد کو نظر انداز نہ کیا جائے اور نہ تضحیک کا نشانہ بنایا جائے۔ انہیں معاشرے کا ایک عام اور اہم فرد سمجھنا ضروری ہے۔ اقوام متحدہ نے 1990 میں ایک قرارداد پیش کی جس میں اقوام عالم سے اپیل کی گئی کہ دنیا کے معذور باشندے اس بات کا پورا حق رکھتے ہیں کہ انہیں ایک بہتر زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے۔ ان کی معذوری کا ازالہ کیا جائے تا کہ وہ بہتر زندگی بسر کر سکیں۔ اگر کسی بچے کی نظر کمزور ہے تو مناسب عینک لگوا کر ٹھیک ہو سکتا ہے اور وہ کلاس کا ذہین بچہ بن سکتا ہے۔ اگر کسی کی سماعت کمزور ہے تو آلہِ سماعت دے کر اس کی دادرسی کی جائے تا کہ وہ بات سن پائے۔ معذوروں کو ویل چیئرز لے کر دی جائیں تا کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا سکیں۔ اب مصنوعی اعضا کی مدد سے بھی معذور افراد باعزت اور فعال زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں معذوروں کے لیے ملازمتوں میں 3 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا ہے۔ پاکستان کی نابینا کرکٹ ٹیم ایک بہترین ٹیم ہے جس نے لاتعداد میچ جیتے ہیں۔ ملک میں بحالی معذوراں کے بہت سے ادارے وجود میں آ چکے ہیں جو اس سلسلہ میں اہم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

اقدامات:

1۔ معذوروں کو مناسب طبی سہولتیں مہیا کی جائیں۔

2۔ انھیں طاقتور اور مناسب غذا کی ضرورت ہے۔

3۔ وہ قدرت کے حسین مناظر سے بھی لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ انھیں تفریحی مقامات پر جانے کے مواقع ملنے چاہییں۔

4۔ معاشرے میں انھیں مناسب مقام ملنا چاہیے۔ ان کے لئے مزید خصوصی تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں۔

5۔ سفر کے لیے مناسب انتظامات اور سہولتیں فراہم کی جائیں مثلاً بسوں، ریل گاڑی اور ہوائی جہاز میں ان کے لیے الگ سے مناسب انتظام ہونا چاہیے۔

6۔ حکومت اور رضا کار تنظیمیں ان کے لئے رہائشی مکانات کی سہولیات مہیا کریں۔

7۔ ہمارے ملک میں معذور افراد کے لیے مناسب روزگار کا انتظام مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ادارے انجام دیتے ہیں اور ان کی شادیوں کا بندوبست کیا جاتا ہے تا کہ یہ سب نارمل انسانوں کی طرح زندگی گزار سکیں۔

8۔ ملازمت میں بھی ان کا کوٹہ بڑھا کر 5% کیا جائے۔

2۔ذہنی اورنفسیاتی معذوری:

عام طور پر ذہنی معذور افراد معاشرے سے کٹے ہوئے ہوتے ہیں کیونکہ وہ سوچنے سمجھنے سے عاری ہوتے ہیں۔ان کی ذہنی صلاحیتوں میں سست روی ہوتی ہے اور ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہو چکی ہوتیں ہیں۔ان میں کم ذہن، جسمانی معذور اور نفسیاتی طور پر بے چین لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ایسے افراد کو خصوصی توجہ اور تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ان افراد کو معاشرے میں سمانے کیلئے کوشش کی جانی چاہیے تاکہ اُن کو بھی معمول کی زندگی میں شامل کیا جاسکے۔انھیں مخصوص اسکولوں میں داخل کیا جائے اور اچھے تربیت یافتہ اساتذہ مقرر کیے جائیں۔اُنھیں مختلف سرگرمیوں میں حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

ذہنی معذوری کے مسائل:

1۔طبی مسائل　2۔عدم تحفظ　3۔تعلیمی مسائل　4۔خوراک کے مسائل　5۔معاشی مسائل　6 ۔ٹرانسپورٹ کے مسائل
7۔رہائش وروزگار وغیرہ شامل ہیں۔

اگر معاشرہ ذہنی اور نفسیاتی معذور افراد پر مناسب توجہ دے تو یہ بھی اس کا مفید حصہ بن سکتے ہیں۔خصوصی افراد کا جائزہ لیا جائے کہ ان کی بیماری کی نوعیت اور وجوہات کیا کیا ہیں۔اس جائزے میں گھریلو پس منظر اور خاندانی حالات دیکھنے لازمی ہیں۔

خصوصی افراد کی مدد:

کسی بھی قسم کی معذوری میں مبتلا افراد کی مختلف طریقوں سے مدد کی جاسکتی ہے۔مثلاً خصوصی افراد کو بیماری کے مطابق معاون آلات مہیا کیے جائیں جیسے کم سنائی دینے والوں کو آلہ سماعت، کم نظر والوں کا معائنہ کر کے اُن کو عینکیں مہیا کی جائیں۔ذہنی اور نفسیاتی معذور افراد کے لئے بہترین ماہرینِ نفسیات کی خدمات حاصل کی جائیں تاکہ نفسیاتی بیماری کا علاج کیا جاسکے۔ان افراد کو تفریحی سرگرمیاں، فلمیں، ڈرامے دکھائے جائیں۔خصوصی بچوں کے لیے مخصوص اسکول قائم کئے جائیں اور تربیت یافتہ عملہ مہیا کیا جائے۔

سرکاری وغیر سرکاری سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ خصوصی افراد کی بہتری کے لئے بہت سے کام سرانجام دے رہے ہیں۔ایسے افراد کے لئے خصوصی ورکشاپس کا انتظام کیا جائے تاکہ ان کے لئے بہتر لائحہ عمل اختیار کیا جاسکے۔ان افراد کو ترقی کے زیادہ سے زیادہ مواقع اور سرگرمیاں مہیا کی جائیں اور ماہرین پر مشتمل ٹیمیں ان کے علاج کے لئے مخصوص کی جائیں۔خصوصی افراد کے گھر والوں اور معاشرے کی کونسلنگ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اگر خصوصی افراد عام لوگوں کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہوں تو ہم ان کی مدد اور حوصلہ افزائی بھی کریں۔ملک میں بہت سے فلاحی ادارے بن چکے ہیں۔جن میں ان مخصوص افراد کے لیے علاج اور صحت کی سہولتیں موجود ہیں۔

ضرورت مندوں (غربا) کی فلاح وبہبود:

غربت اس حالت کو کہتے ہیں جس میں انسان کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہوسکیں جس میں خوراک، لباس، تعلیم اور رہائش گاہیں شامل ہیں۔مختلف معاشروں میں محتاج اور مفلس کو ہمیشہ حقیر، کم تر اور قابلِ نفرت جانا جاتا ہے۔لوگ ان کو ادنیٰ انسان سمجھتے ہیں۔ان پر ظلم اور جبر، انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔تمام مذاہب نے غربا کی معاونت کو کارِ عظیم قرار دیا ہے اور مذہبی تعلیمات میں غریب، محتاج اور یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کے بارے میں سختی سے حکم دیا گیا ہے کہ لوگ اپنے مال کا ایک حصہ ان بے کس لوگوں پر ضرور خرچ کریں۔دُنیا کے مذاہب کے مطابق مساکین اور مسافروں کو ان کا حق دینے والے ہی

نجات پانے والے ہیں۔ اسلام میں اڑھائی فیصد اور عیسائیت میں مال کا دسواں حصہ ان پر خرچ کرنے کو کہا گیا ہے۔ ایسے غریب بچے جن کے والدین وفات پا چکے ہیں یا جن کا دنیا میں کوئی سہارا نہیں ہے ہمیں ان کی پرورش، تعلیم، روزگار اور شادیوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا غریبوں کے ساتھ برتاؤ ایسا ہوتا کہ ان کو اپنی غریبی محسوس ہی نہ ہوتی۔ خداوند یسوع مسیح نے خاموشی سے غربا کی مدد کرنے پر زور دیا ہے۔ اسی طرح دیگر مذاہب بھی غریبوں کی مدد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ بھگوان شری کرشن غریب اور بے کسوں کی مدد خود بھی کرتے تھے اور دوسرے کو بھی ان کی مدد کی تلقین کرتے تھے۔

ضرورت مندوں کی فلاح و بہبود:

ہمارے اردگرد بہت سے ضرورت مند لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو عزتِ نفس کی وجہ سے کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور کچھ لوگ حالات سے مجبور ہو کر دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے اردگرد موجود ایسے لوگوں کو پہچانیں اور ان کی ضروریات پوری کرنے کی کوشش کریں۔ ضرورت مند لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جو تھوڑی سی مالی معاونت کی وجہ سے بہت بڑے بڑے کام کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً، کچھ بچے بہت زیادہ ذہین ہوتے ہیں لیکن فیس، کتابوں اور یونیفارم خریدنے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے وہ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی شخص ان کی کتابوں اور یونیفارم کا خرچہ برداشت کر لے تو یہ پڑھ لکھ کر معاشرے کے مفید شہری بن سکتے ہیں ان کی صلاحیتوں سے تمام انسانیت فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

اسی طرح سے بہت سے لوگ بیماری کے باعث کوئی کام یا کاروبار نہیں کر سکتے۔ ہم ان کے علاج معالجے کے لیے تعاون کر کے ان کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ کچھ کام کرنے کے قابل ہو جائیں اور معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے اس کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ ان میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو جنگ کی وجہ سے دوسرے علاقوں سے ہجرت کر چکے ہیں اور اُن کا کوئی گھر نہیں اور وہ خیموں میں رہتے ہیں۔ ان کے بچے بھی خیموں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ طبقہ نہایت بے کس ہوتا ہے۔ جن کے پاس روزگار بھی نہیں ہوتا۔ ان میں مختلف مذاہب کے بچے بھی موجود ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا کام ان بچوں کو بنیادی ضروریات کا مہیا کرنا ہے۔ ان بچوں کی تعلیم، صحت اور لباس کا خیال کرنا ہوگا۔ معاشرے کے مخیر حضرات کو ضرورت مند لوگوں کے کاروبار کے لیے بھی مدد کرنی چاہیے تاکہ وہ کوئی چھوٹے سے کاروبار کے ذریعے اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے قابل ہو سکیں اور ایک بہتر زندگی گزار سکیں۔

خدمات:

غربا، مساکین اور معذور افراد کے سلسلہ میں چند اہم افراد جنھوں نے مستحق اور نادار لوگوں کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں ان میں مدر ٹریسا، ڈاکٹر رتھ فاؤ، سر گنگا رام اور عبدالستار ایدھی جیسے لوگ شامل ہیں۔ ان کی خدمات درج ذیل ہیں:

مدر ٹریسا:

مدر ٹریسا نے (کلکتہ بھارت) میں جھونپڑیوں میں ناگفتہ بہ حالت میں رہنے والوں کی فلاح و بہبود کے لیے بہت کام کیا۔ اُنھوں نے اپنی زندگی غربت اور بیماریوں میں سسکتے بلکتے انسانوں کے لیے وقف کر دی۔ دنیا بھر میں مدر ٹریسا کو قابلِ احترام شخصیت سمجھا جاتا ہے۔

مدر ٹریسا

ڈاکٹر رتھ فاؤ

ڈاکٹر رتھ فاؤ:

ڈاکٹر رتھ نے پاکستان میں جذام اور ٹی بی کے مریضوں کے لیے قابل ذکر خدمات سرانجام دیں۔ وہ 1960 میں جرمنی سے پاکستان آئیں اور یہیں بس گئیں۔ انھیں اُن کی خدمات کے صلہ میں حکومتِ پاکستان نے کئی اعزازات سے نوازا۔

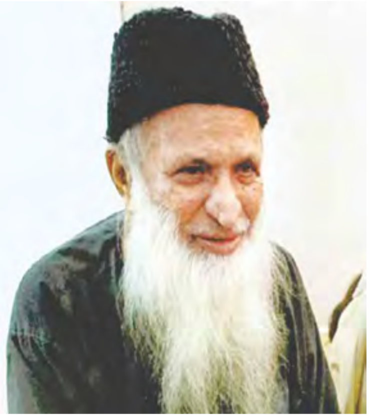

عبدالستار ایدھی

عبدالستار ایدھی:

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے: ''بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے''۔ بلاشبہ عبدالستار ایدھی کی زندگی خدمتِ خلق کی بہترین مثال ہے۔ انھوں نے خدمت کی ابتدا ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کی، اس کی بنیاد 1951 میں رکھی جو بعد میں ایدھی فاؤنڈیشن بن گئی۔ ان کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ ان کی ایمبولینس سروس (24 گھنٹے) خدمت کی بہترین مثال ہیں۔ اس کے علاوہ یتیم بچوں کی پرورش، معذور افراد، بے سہارا خواتین، صحت و تعلیم، گمشدہ افراد کی تلاش، خون کے عطیات وغیرہ اس فاؤنڈیشن کے اہم کام ہیں۔ قدرتی آفات ہوں، ناگہانی حادثات ہوں یا دہشت گردی کے واقعات ہوں، جہاں کہیں بھی زندگی سسکی اور تڑپی ہے، مسیحائی کے لیے عبدالستار ایدھی سب سے پہلے موجود ہوتے تھے۔ وہ عمر بھر دوسروں کو نفع پہنچانے والے بہترین انسان تھے۔ اب یہ مشن مرحوم کی بیوہ اور بیٹے نے اٹھا رکھا ہے۔ اس فاؤنڈیشن کے مراکز دنیا بھر میں موجود ہیں۔

کردار سازی:

کردار سازی سے مراد کسی فرد کو اچھی عادات اور اچھے خیالات اپنانے کی رغبت دلانا ہے تاکہ وہ اچھا انسان بنے، اچھے کام کرے، معاشرے کا مفید رُکن بن سکے اور دوسرے لوگ اُسے پسند کریں۔ کردار سازی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ فرد اچھائی اور بُرائی میں فرق رکھے تاکہ نیک اور سیدھے راستے پر چل سکے۔ کردار سازی میں خاندان، ہمسایہ، اسکول اور معاشرہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

1۔ اچھا انسان

اچھا انسان بننے کے لیے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونی چاہییں:

ایمانداری:

ایمانداری آپ کو سچا اور قابل اعتماد انسان بناتی ہے۔ ایماندار آدمی کسی کو دھوکا نہیں دیتا۔ ایمانداری انسان کے کردار کو مضبوط کرتی ہے۔ ایمانداری ایک قیمتی خزانہ ہے جس سے انسان کو خوشی، سکون اور راحت ملتی ہے۔ ایمانداری انسان کی عزت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ دُنیا کے تمام مذاہب نے ایمانداری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

عفوودرگزر:

عفوودرگزر سے مراد ہے کہ اگر کسی نے آپ سے کوئی زیادتی کی ہے تو درگزر (معاف کرنا) سے کام لیں۔ عفوودرگزر کرنے سے معاشرے میں امن و

سکون پیدا ہوتا ہے۔عفوودرگزر کرنے والا خدا کے قریب ہوتا ہے۔

برداشت:

مصیبتوں اور تکلیفوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا نام برداشت ہے۔قوتِ برداشت انسان کو ایک پُرسکون زندگی گزارنے کے قابل بناتی ہے۔کسی معاشرے میں امن کے قیام کے لیے افراد میں برداشت اور رواداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔دُنیا کے تمام مذاہب نے بھی برداشت کا حکم دیا ہے۔

مثبت سوچ:

مثبت سوچ کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔مثبت سوچ کا مطلب ہے ہمیشہ اچھا سوچنا،ہمیں زندگی میں مثبت سوچ اور رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ہمیں دوسروں کی مثبت سوچ کا احترام کرنا چاہیے۔ہمیں دوسروں سے حسد کے بجائے رشک کرنا چاہیے جو ایک مثبت عمل ہے۔مثبت سوچ بہترین خوبیوں میں سے ایک ہے۔مثبت سوچ سے قومیں ترقی کرتی ہیں اور معاشرے میں امن اور سکون پیدا ہوتا ہے۔تمام مذاہب مثبت سوچ کی تبلیغ کرتے ہیں۔

2۔ساتھیوں کا احترام:

زندگی انسانوں سے محبت اور دوستی کے لیے بنائی گئی ہے۔دنیا کے تمام مذاہب دوسروں کا احترام اور دوستی کا درس دیتے ہیں۔محبت،نفرت اور انتقام انسان کی فطرت کا حصہ ہیں۔نفرت اور انتقام سے بچنے کے لیے اپنے اندر قوت برداشت پیدا کرنی چاہیے۔جھوٹ،لالچ،حسد جیسی عادات انسان کی شخصیت کو تباہ کردیتی ہیں اور کردار میں منفی رجحانات پیدا کرتی ہیں۔دوسروں کا احترام اور محبت ایسی خوبیاں ہیں جو انسان کو بلند مقام عطا کرتی ہیں۔

ہمارے ملک میں رہنے والے افراد کا تعلق مختلف مذاہب سے ہے۔معاشی طبقات بھی متعدد ہیں،کوئی امیر ہے اور کوئی غریب،کوئی چھوٹا ہے اور کوئی بڑا لیکن ہمیں ہر انسان کی عزت کرنی چاہیے۔معاشرے میں ہر شخص قابلِ احترام ہے۔ہمیں چاہیے کہ ہر مذہب کے افراد کا احترام کریں۔ان کے حقوق کا احترام کریں اور کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ دوسرے ہماری عزت اور احترام کریں تو دوسرے بھی ہم سے ایسی ہی توقع رکھتے ہیں۔ہم اختلافات کو دور کریں اور اچھے اخلاق اپنائیں۔ایسی زبان استعمال نہ کریں جس سے کسی کو تکلیف ہو۔دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں۔

معاشرے کے ہر شخص کو عزت سے رہنے کا حق حاصل ہے۔ہر شخص کے اچھے نام،کام اور پیشے کا احترام کریں۔ہر شخص کو جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہے۔اس پر قبضہ نہ کریں اور نہ اسے تباہ کریں۔ہمیں ہر سچے انسان کا احترام کرنا چاہیے اور ہمیں خود بھی سچا بننا چاہیے۔سچائی کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ہر مذہب نے سچائی کی تلقین کی ہے۔سچی شہادت دینا اور جھوٹ نہ بولنا بھی کردار کی پختگی کا حصہ ہے۔

انسان کا بین الاقوامی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے کردار:

انسان برادریوں اور قبائل میں رہنا پسند کرتا ہے کیونکہ کوئی بھی انسان اکیلا نہیں رہ سکتا۔زندگی گزارنے کے لیے اُسے دوسرے انسانوں کے ساتھ مِل جُل کر رہنا پڑتا ہے۔ہر فرد مختلف تنظیموں اور کلبوں کے ذریعے پوری دنیا کے ساتھ رابطہ رکھتا ہے۔معاشرتی رابطے کی سائٹس اور دوسرے مواصلاتی رابطوں نے اس دنیا کو گلوبل ویلیج بنا دیا ہے۔لوگ صبح وشام میڈیا کے ذریعے رابطے میں ہوتے ہیں۔دنیا میں کہیں بھی طوفان،سیلاب اور زلزلے آجائیں۔تمام ممالک ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتے ہیں۔اب دنیا کے لوگ ایک برادری کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔8اکتوبر 2005 کو کے پی کے اور آزاد کشمیر میں زلزلہ آیا تو تمام بین الاقوامی برادری نے مصیبت کے وقت پاکستان کا ساتھ دیا۔حتیٰ کہ دوسرے ممالک کی این۔جی۔اوز اور خود اقوامِ متحدہ بھی حرکت میں آگیا۔بین الاقوامی

سطح پر تمام ممالک نے مدد کے لیے رابطہ کیا۔ ہر انسان اس دنیا کا ایک چھوٹا سا حصہّ ہے۔ بیماریاں ہوں، ماحولیات کے مسائل یا ملکی امداد کا مسئلہ، دُنیا کے تمام ممالک کا آپس میں فوراً رابطہ ہو جاتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک گلوبل کمیونٹی میں رہ کر اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت، تعلیم، وفود کے تبادلے، خارجہ امور اور دیگر معاملات نے ہمیں گلوبل ویلج میں تبدیل کر دیا ہے۔

اقوامِ متحدہ:

جنگِ عظیم دوم کے بعد یہ ادارہ وجود میں آیا۔ دنیا کے تمام ممالک اس کے ممبر ہیں۔ اس کا بنیادی کام دنیا کے ممالک میں امن و امان قائم کرنا، تمام ممالک کو اپنا وجود قائم رکھنے کیلئے مدد فراہم کرنا، اور دنیا میں جنگوں کو روکنا ہے۔ اس کے کئی ذیلی ادارے بھی ہیں جیسے جنرل اسمبلی، سیکیورٹی کونسل، سیکرٹریٹ، یونیسیف، یونیسکو، آئی ایل او، ڈبلیو ایچ او اور آئی ایم ایف قابل ذکر ہیں۔ جو بین الاقوامی طور پر رکن ممالک کو مدد فراہم کرتے ہیں اور ان کے مسائل حل کرتے ہیں۔

اقوامِ متحدہ کا نشان

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے بیان کریں۔

1۔ انسان کی ترقی میں مذاہب کا کردار بیان کریں؟

2۔ ہمیں غریبوں، محتاجوں، مسکینوں اور ضرورت مندوں کا خیال کیسے رکھنا چاہیے۔ مثالوں سے واضح کریں؟

3۔ ایک اچھے انسان کی خوبیاں بیان کریں، اسے معاشرے میں کس طرح کردار ادا کرنا چاہیے؟

4۔ اپنے ساتھیوں کی عزت واحترام کیوں ضروری ہے؟

5۔ بین الاقوامی معاشرے کا ممبر ہونے کی حیثیت سے فرد کا کردار بیان کریں؟

2۔ مندرجہ ذیل سوالات کے درست جوابات پر نشان لگائیں۔

1۔ مذہب کس زبان کا لفظ ہے؟

(الف) عربی (ب) فارسی (ج) لاطینی (د) اردو

2۔ بدھ مذہب کے بانی کون تھے؟

(الف) مہاویر (ب) مہاتما بدھ (ج) بھگوان شری کرشن (د) گورونانک صاحب جی

3۔ مندر کن کی عبادت گاہ ہے؟

(الف) یہودیت (ب) مسیحیت (ج) ہندو مذہب (د) بدھ مت

4۔ڈاکٹر رتھ فاؤ پاکستان کب آئیں؟

(الف) 1959　(ب) 1960　(ج) 1961　(د) 1962

5۔کونسی چیز کردار سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہے؟

(الف) تعلیم　(ب) دولت　(ج) بُرائی　(د) جھوٹ

3۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مختصر طور بیان کریں۔

1۔ مذہب کی تعریف کریں۔

2۔ ذہنی معذوری سے کیا مراد ہے؟

3۔ اچھے انسان کی دو خوبیاں تحریر کریں۔

4۔ یتیم سے کون مراد ہے؟

5۔ خصوصی افراد کون ہوتے ہیں؟

4۔ مندرجہ ذیل فقرات میں مناسب الفاظ لگا کر خالی جگہ پُر کیجئے۔

1۔ دنیا کے تمام مذاہب میں ______ کا تصور موجود ہے۔

2۔ معذوری بیماری یا ______ کی وجہ سے ہوسکتی ہے۔

3۔ حسد انسان کی شخصیت ______ کر دیتا ہے۔

4۔ ہر شخص کو ______ رہنے کا حق حاصل ہے۔

5۔ انسان بین الاقوامی ______ کا ممبر ہے۔

5۔ درست فقرات کے سامنے (د) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیں۔

1۔ ضرورت کے وقت ہمیں اپنے ساتھیوں کی مدد کرنی چاہیے۔

2۔ ایماندار آدمی کسی کو دھوکا نہیں دے سکتا۔

3۔ امن کی تعلیم میں برداشت ضروری نہیں۔

4۔ دوستوں کا احترام کرو، اگر وہ تمہارا احترام بھی کرتے ہیں۔

5۔ دنیا کے لوگ ایک برادری بن چکے ہیں۔

6۔ کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں۔

کالم: الف	کالم: ب
امتحان	پکا انسان
مثبت	نفرت
سچا اور	احترام
محبت	رویہ
سچائی	قلم

عملی سرگرمی:

1۔ اسلام، مسیحیت، یہودیت، بدھ مت کے بانیوں کے نام لکھیں اور ان کے کام مختصر بیان کریں۔

2۔ اقوامِ متحدہ کے مختلف اداروں کے نام اور اُن کے کام اُستاد صاحب کی مدد سے چارٹ تیار کریں۔

یونٹ:2

دنیا کے مذاہب

تدریسی مقاصد:

۱۔ کنفیوشیانزم (تعارف،کنفیوشس،کتب)

۲۔ بنیادی تصورات (تاؤ،جین،اوآئی)

۳۔ تاؤازم (تعارف،لاؤزے،کتب،بنیادی تعلیمات)

کنفیوشیانزم:Confucianism(551تا480 قبل مسیح)

کنفیوشس

551 قبل مسیح میں چین میں ایک عظیم انسان پیدا ہوا جسے دنیا کنفیوشس کے نام سے جانتی ہے۔وہ ایک چھوٹی سی ریاست میں رہتا تھا جسے''یو'' کہتے تھے۔اس نے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اس کوشش میں گزارا کہ اسے کوئی ایسا حکمران مل جائے جو اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر خود بھی عمل پیرا ہو اور لوگوں کو بھی اس پر عمل کرائے۔اگر چہ وہ 72 سال گزار کر اپنی ناکامی کو لیے ہوئے اس دنیا سے چلا گیا لیکن وہ اپنی تعلیمات کے گہرے اثرات چھوڑ گیا جو دو ہزار سال بعد بھی چین کی مملکت پر چھائے رہے۔اس نے کوئی پیغمبر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور نہ اس کی تعلیمات الہامی تھیں،نہ وہ بڑا فلسفی تھا۔ یہ نظریات اخلاق اور سیرت کا ایسا ضابطہ تھے جس پر اہل چین دو ہزار سال تک یعنی 1911 کے چینی انقلاب تک عمل کرتے رہے۔

کنفیوشس سوسائٹی کے درمیانے طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔وہ ایک شریف سپاہی تھا جس کا نام" کونگ" تھا۔اگر چہ اس کا خاندان غریب تھا لیکن معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔جب اس کی عمر 21 سال ہوئی تو اس نے نوجوانوں کو اپنی درسگاہ کی طرف لانا شروع کیا۔اس کا دروازہ خاص وعام کے لئے کھلا تھا۔اس کی عام فہم اور سادہ تعلیمات نے لوگوں میں کشش پیدا کی۔تھوڑے عرصہ میں اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔50 سال کی عمر میں اس نے ڈیوک آف لیو کے دربار میں ایک عہدہ قبول کرلیا۔لیکن ناگزیر وجوہات کی بنا پر وہ یہاں سے چلا گیا وہ مختلف ریاستوں کے حکمرانوں کے پاس گیا لیکن کسی حکمران نے بھی اس کے نظریات اور اصولوں کی قدر نہ کی۔آخر مایوس ہو کر وہ وطن واپس آ گیا اور 72 سال کی عمر میں وفات پائی۔چینی معاشرہ کنفیوشیانزم، تاؤازم اور بدھ مت پر مشتمل ہے۔کنفیوشس ازم اور تاؤازم مقامی جبکہ بدھ مت 65 عیسوی میں ہندوستان سے چین پہنچا۔یہ مذہب کنفیوشس کے نظریات، خیالات اور تعلیمات کی بنا پر جنم لینے والا ایک اخلاقی اور فلسفیانہ نظام تھا جسے مذہب یا ازم کا نام دیا گیا۔یہ چین میں شروع ہوا، پھر کوریا اور ویت نام تک پھیل گیا۔چین کے دو مذاہب اور بھی تھے۔لیکن کنفیوشیانزم دیرپا ثابت ہوا۔اس مذہب نے یکجہتی پر زور دیا اور سماجی ہم آہنگی کی نشاندہی کی۔کنفیوشس جو چین کی

تاریخ میں ایک اہم استاد اور فلاسفر تھا، وہ بڑا اثر ورسوخ رکھتا تھا۔ کنفیوشس نے محسوس کیا کہ چین کے لوگوں میں بد دیانتی، بداخلاقی اور لاقانونیت بڑھ گئی ہے اس لیے چینی قوم کو اخلاقیات اور اخلاقی اقدار اپنانے کی طرف لوٹنا ہوگا۔ چنانچہ کنفیوشس نے اخلاقیات اور نیکی کے طاقتور اصول دیے۔ اس کی تعلیمات نے چینی معاشرے پر انقلابی اثر ڈالا۔

اخلاقیات:

کنفیوشس نے اخلاقیات پر بہت زور دیا۔ اس نے کہا، اعمال کا دارومدار خلوص نیت پر ہے۔ کنفیوشس چاہتا تھا، کہ چین کے لوگ ایک اچھا معاشرہ قائم کریں۔ اس کے کچھ راہنما اصول اور خیالات تھے جنھیں بروئے کار لا کر خاندانی اور سماجی ہم آہنگی اور معاشرتی اصلاح کرنا ممکن تھا۔

اس کے مطابق:

1۔ باپ کو اخلاقی قدروں کی بحالی کے لیے اپنے خاندان میں جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔

2۔ بچوں کو اپنے والدین کی عزت اور احترام کرنا چاہیے اور دوسروں سے ہمدردی کرنی چاہیے۔

3۔ خاندان کے تمام افراد کو ایک دوسرے کا ہمدرد اور وفادار ہونا چاہیے۔

4۔ لوگوں کو اعلیٰ کردار اور اخلاق والے لوگوں کی پیروی کرنا ہوگی۔

5۔ اصلاح، اخلاق، علم اور تربیت کو ضروری قرار دیا۔

کنفیوشس نے مختلف سمتوں میں سفر کیا۔ اس نے ایک استاد کی حیثیت سے اعلیٰ مقام اور احترام حاصل کیا۔ اس کے خیالات اس کے شاگردوں کے ذہنوں میں سما گئے۔ اس سلسلہ میں اس نے ایک کتاب بھی لکھی جو کہ کنفیوشیانزم کے نظریات، معاشرتی تربیت، اخلاقیات، خاندانی اقدار پر مشتمل تھی۔ اکثر لوگ اسے فلاسفی، یا ''سوچنے کا انداز'' کہتے ہیں لیکن کنفیوشیانزم اس سے بڑھ کر نفسیاتی اور مذہبی تعلیم ہے۔ یہ خیالات چین کے راہنما اصول بن گئے۔ کنفیوشس یقین رکھتا تھا کہ اگر لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور اخلاق سے پیش آئیں تو خدا کو بھی یہ بات پسند ہے۔ صدیوں تک کنفیوشس کے خیالات ہی نیکی، مہربانی اور علم، چین کے بڑے عقائد تھے۔

کنفیوشیانزم کے اہم تصورات اور اصول:

1۔ تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کا کوئی کنارا نہیں۔

2۔ خدا توقع رکھتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عمدہ سلوک کریں گے اور اخلاق سے پیش آئیں گے۔

3۔ لوگوں کو اپنے خاندان کے افراد کی عزت اور احترام کرنا چاہیے۔

4۔ لوگوں کو مہربان ہونا چاہیے اور مثالوں سے واضح کرنا ہوگا۔

دراصل چینی لوگ روحوں کے وجود پر یقین رکھتے تھے۔ ان کا یقین تھا کہ یہ روحیں پہاڑوں، دریاؤں، زمین، جنگلوں اور بادلوں میں رہتی ہیں۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ خشک سالی، سیلاب، بارش اور ہار جیت کی یہ روحیں ذمہ دار ہوتی ہیں۔ انھیں یہ یقین تھا کہ ان کے باپ دادا کی روحیں ہمارے کاموں میں مداخلت کرتی رہتی ہیں۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ مذہبی راہنماؤں اور پجاریوں کی مدد سے ان روحوں کو بلانا چاہیے۔ پجاری سرکاری ملازم ہوتے تھے۔ ان کا کام تھا کہ وہ دیوتاؤں کے لیے قربانیاں دیں اور انھیں خوش رکھیں۔ عبادت گاہیں تعمیر کرائیں تا کہ لوگ آ کر چڑھاوے چڑھائیں اور مرادیں حاصل کریں۔

کنفیوشس کے نظریات کا خلاصہ کچھ یوں ہے: اس کے نزدیک ریاست انسان کی خدمت کرتی ہے نہ کہ انسان ریاست کی۔ وہ باہمی تعاون اور ہمدردی کے جذبات کی نشونما پر زور دیتا ہے۔ اچھے اخلاق کا آغاز گھر سے ہوتا ہے اور بڑھتے بڑھتے دوستوں کے حلقے کا احاطہ کر لیتا ہے۔ وہ انسانی تعلقات میں پانچ بنیادی چیزوں کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔

کنفیوشس کے پانچ رابطے (تعلقات)

1۔ حاکم اور رعایا 2۔ باپ اور بیٹا 3۔ بڑا بھائی اور چھوٹا بھائی 4۔ شوہر اور بیوی 5۔ دوست اور دوست

پہلے انسان کو اپنی برادری کا رکن بننا چاہیے اور پھر عالمی انسانی برادری کی طرف بڑھنا چاہیے۔ اپنی ساری زندگی کو بہتر بنایا جائے۔ اس کے نظریات میں اسلاف پرستی کا عقیدہ کہ بادشاہ آسمان کا بیٹا ہوتا ہے، شفاعت کا ایک ذریعہ ہے۔ اس عقیدے نے حکومتوں کو مضبوط بھی کیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ کنفیوشیازم میں کئی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں۔ کنفیوشس کو ایک دیوتا کا درجہ دے کر اس کی پرستش کی جانے لگی۔ اس کے فلسفہ سے بڑی بڑی مضبوط حکومتیں وجود میں آئیں۔ ان بادشاہوں کا نظریہ تھا کہ وہ آسمان کی اولاد اور اس کے نمائندے ہیں۔

لی

بنیادی خیالات وتصورات:

کنفیوشس کے فلسفہ کے چار نظریات درج ذیل ہیں:

پہلا نظریہ:

اس نے پہلا (LI): ''لی'' استعمال کیا جس کا مطلب رسومات اور تعظیم ہے۔ ہم اسے درست راستہ یا درست رویہ کہہ سکتے ہیں ''لی'' ہماری اندرونی کیفیت اور رویے کا بنیادی اصول ہے۔ یعنی دوسروں سے مناسب انداز سے سلوک کرنا ہے۔

ئی

دوسرا نظریہ:

(YI): ''ئی'' جس کا مطلب چیزوں کو سرانجام دینے کا بہترین طریقہ ہے۔ یہ اندازِ عمل اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب وہ اپنی اپنی فطرت کے مطابق کام کریں اور یہی بہترین طرزِ عمل ہے۔

جن

تیسرا نظریہ:

(Jan): ''جن'' جس کا مطلب ساکھ ہے یعنی سماجی اعتبار سے بہترین کام کرنے پر آمادگی۔ اس کے مطابق ہر فرد کو اپنی فطرت کے مطابق کام کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر تم دوسروں سے اچھے سلوک کی توقع چاہتے ہو تو خود بھی اچھے طریقے سے پیش آؤ۔

چی

چوتھا نظریہ:

(Chih):''چی'' ہے۔ یہ ایک مثالی حالت ہے۔ جو درجہ بدرجہ حاصل ہوتی ہے۔ ہر شخص عادت کے مطابق زندگی گزارتا ہے۔ یہ وہ اعلیٰ مذہبی مثالی نمونہ تھا جسے کنفیوشس خود بھی نہ پا سکا تھا۔ کنفیوشس کا تعلق اخلاقیات اور سماجی پہلوؤں سے ہے۔ اس نے انسان کے فرائض پر زور دیا ہے۔ اس کے مطابق پیدائش کے وقت سب انسان اچھے ہوتے ہیں لیکن آخر تک زیادہ اچھے نہیں رہتے۔ وہ معاشرے کی بہتری اور بھلائی کا خواہشمند تھا۔

کنفیوشس اور سماجی اقدار:

کنفیوشس ایک فلاسفر تھا۔ اس کی تعلیمات نے چینی معاشرے پر گہرا اثر ڈالا۔ وہ سماج اور خاندان میں گہرے تعلقات قائم کرنا چاہتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ باپ کو بیٹے، بیٹے کو باپ کا، بیوی کو شوہر کا، چھوٹے بھائی کو بڑے بھائی کا اور رعایا کو بادشاہ کا تابعدار ہونا چاہیے۔ باپ دادا کی روحوں کی پرستش کرنی چاہیے۔ ان کو گھروں میں بلانا چاہیے۔ کنفیوشس کی اخلاقیات میں رحم دلی، شرافت، رواداری اور رسم ورواج کی پابندی کرنی چاہیے شامل ہے۔ اس نے امن کی تعلیم دی۔ انھیں چین میں عظیم بزرگ اور فلاسفر مانا جاتا ہے۔

کنفیوشس جوانی میں چین کی سول سروس میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائض ہوا۔ آخری عمر میں اس کے دل میں تصور ابھرا کہ وہ بھی زندگی کے انداز کو بہتر کرے۔ وہ دولت کے بجائے لوگوں کی طرزِ زندگی اور ہمسایوں سے اچھا سلوک کر کے اپنی زندگی کو بہتر بنانا چاہتا تھا۔ وہ سماجی زندگی میں ذمہ داری کا شعور بیدار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ دولت کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔ کنفیوشیازم نے اخلاقیات نیکی کے اصول دیے۔ اس نے قدیم روایات اور عقائد کے بارے میں ادب مرتب کیا۔ اس نے سماجی سلسلے کی تعمیر نو کی۔ وہ مقامی ریاست میں وزیر ترقیات اور انصاف بھی مقرر ہوا۔ اس کی تعلیمات نے چینی معاشرے پر موثر اثرات مرتب کئے۔ اعلیٰ انسان کے مقاصد میں واضح طور پر دیکھنا، بات کو سمجھنا، اچھا برتاؤ، فرض پورا کرنا۔ محنت، سوچ کر غصہ کرنا، فائدہ ملنے پر حق یاد رکھنا اور قول پورا کرنا شامل ہے۔

سکول کا قیام:

60 سال کی عمر کے بعد انہوں نے ایک سکول قائم کیا، جہاں وہ اپنے پیروکاروں اور شاگردوں کو اپنے خیالات اور نظریات کی تعلیم دیتا تھا تاکہ وہ چین کے دوسرے علاقوں میں اس کے خیالات کو پھیلائیں۔ اس نے اپنے نظریات پر مبنی ایک نصاب تیار کیا جسے وہ چین کے دور دراز علاقوں تک پھیلانا چاہتا تھا۔

کنفیوشس نے معلوم کر لیا تھا کہ جب بادشاہ حکومت کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے اور رعایا اپنے مقام سے دور چلی جاتی ہے تو بے نظمی پیدا ہو جاتی ہے۔ باپ اپنے مقام سے غافل ہو اور بیٹا فرائض سے منہ موڑ چکا ہو تو انقلاب نہیں آ سکتا۔ اس نے کہا دل میں سچائی ہوگی تو کردار میں پختگی آئے گی، گھر میں ہم آہنگی ہوگی تو قوم میں بھی ہم آہنگی آئے گی۔

کنفیوشس کے سکول کا نصاب:

1۔ اخلاقیات
2۔ خاندانی ذمہ داریاں اور فرائض
3۔ سماجی اور معاشرتی اصلاحات
4۔ لوگوں کے درمیان باہمی تعلقات قائم کرنا۔
5۔ گفت وشنید کرنا۔

تاؤازم (Taoism)

تاؤازم کی تعریف :

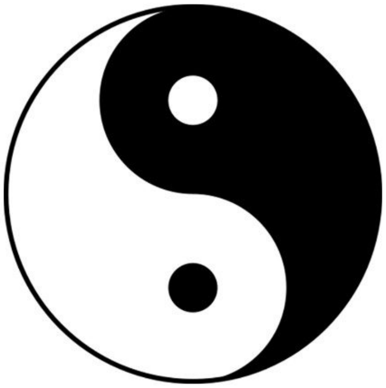

تاؤازم کی مذہبی علامت

تاؤازم مکمل طور پر ایک چینی مذہب ہے، جس کا بانی صوبہ چیانگسو کا باشندہ لاؤزے تھا۔ تاؤازم ابتدا میں فلسفیانہ نظریہ کے طور پر وجود میں آیا، پھر اس نے مذہب کی شکل دھار لی۔ اس میں کئی درجن دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور کاؤ چین تھا جو سب سے اہم سمجھا جاتا تھا۔ اس کی تصویر چین کے کروڑوں لوگوں کے گھروں میں اب بھی موجود ہے۔ اسے ''چولہے'' کا خدا کہتے ہیں۔ یہ دیوتا سال بھر اہل خانہ کی اخلاقیات دیکھتا ہے اور جب سال ختم ہو جاتا ہے تو شہنشاہ کے دربار میں (جو تمام دیوتاؤں کا سردار ہے) رپورٹ پیش کرتا ہے۔ جب وہ اس گھر سے روانہ ہوتا ہے تو گھر کا سردار خوشی سے دیوتا کا منہ مٹھائی سے بھر دیتا ہے۔ اس طرح یہ خاندان ایک سال سکون سے زندگی گزارتا ہے۔ اس فرقہ کے پروہت بیماروں کی بیماری دور کرنے کے لئے اور گناہوں کی بخشش کے لئے مختلف قسم کی رسوم ادا کرتے ہیں۔ اس کے باعث لوگوں کی کثیر تعداد تاؤازم میں داخل ہوگئی۔ چھٹی صدی قبل مسیح تک چین میں مذہبی اور سماجی حالات بہت خراب تھے۔ مذہب کی حالت بگڑ چکی تھی۔ ان حالات میں لاؤزے اور کنگ فوتز دا اہم آدمی تھے جنھوں نے چینی معاشرے کو سدھارنے میں اہم کردار ادا کیا۔

لاؤزے:

لاؤزے

604 قبل مسیح میں ایک رات کو ایک عورت کے ہاں 62 سال بعد ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کے بال سفید تھے۔ جو لاؤزے کے نام سے مشہور ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وہ ظالم حکمرانوں سے دل برداشتہ ہو کر ایک گھوڑے پر سوار ہو کر مغرب کی طرف روانہ ہوا۔ ''دریائی زاد'' کے کنارے ایک پہرے دار نے اسے رکنے کے لیے کہا اور درخواست کی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ چنانچہ لاؤزے نے ایک کتاب تاؤ چنگ (تاؤ مت کی بنیادیں) لکھی جو پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ہے۔ یہی مجموعہ تاؤ مذہب کا صحیفہ اول ثابت ہوا۔ چین کے لوگ اس صحیفہ کو اپنا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ تاؤازم کا بانی لاؤزے تھا۔ جس کے ماننے والے چین اور تائیوان میں آباد ہیں۔ جنوب مشرقی ایشیا اور مغربی دنیا پر اس کے 100 سال تک اثرات رہے وہ ایک عظیم فلسفی تھا۔ اس کا اصل نام لی ینگ تھا۔ وہ کنفیوشس کا ہم عصر تھا۔ فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ ایک عظیم استاد بھی تھا۔ اس کی تعلیمات میں سادگی پر زور دیا گیا ہے۔

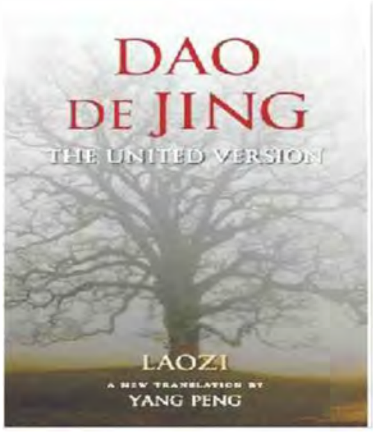

تاؤ چنگ

لاؤزے کی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ اس کا وجود ہمیشہ سے ہے۔

2۔ تاؤ ہر جگہ موجود ہے۔

3۔ تاؤ کی عظمت اور شان قائم ہے۔

4۔ تاؤ کا جسم نہیں، وہ ایک لطیف چیز ہے۔ اس کی کوئی آواز نہیں تمام آوازیں اس کی بنائی ہوئی ہیں۔

5۔ تاؤ غیر متحرک ہے۔

6۔ وہ ناقابل تقسیم ہے۔

اخلاق اور معاشرے کے بارے میں:

عدم مداخلت، اصلاح، محبت، جذبات پر قابو، حیات بعد از موت، قدرت سے لگاؤ اور تعلیم۔ تاؤ تمام چیزوں کا انداز، اصول، جوہر اور معیار ہے۔ جس کے مطابق انھیں ہونا چاہئے۔ انسانی راہ خادم کی راہ ہے۔ نفرت، ہمدردی، لین دین، ہدایت اور موت وحیات زندگی کی اصلاح کے ذرائع ہیں۔ جب محبت اور دشمنی، نفع، نقصان، پسندیدگی اور ناپسندیدگی حکیم کو متاثر نہیں کرتی تو دنیا کے لئے قابل عزت بن جاتا ہے۔ اس کے تصورِ اخلاق کے تین نکات حسبِ ذیل ہیں:۔

ا۔ عمل کا راستہ اختیار کرنا۔ ۲۔ عادات میں سادگی اختیار کرنا۔ ۳۔ بسیار نفع خوری ترک کرنا۔

فلسفہ:

لاؤزے کے فلسفے کے تین بنیادی نکات ہیں:

1۔ حقیقت مطلق کا راستہ، یعنی حقیقتِ مطلق کو جاننا جو انسانوں کے لیے مُشکل کام ہے۔

2۔ کائنات یا افلاک کا راستہ، یعنی انسان کا واسطہ ایسی ناگزیریت سے پڑتا ہے، جس کے خلاف وہ کچھ نہیں کرسکتا۔

3۔ انسان کا راستہ، یہ فلسفۂِ حیات کا دوسرا نام ہے۔

تاؤ:

تاؤ کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً، خدا، امن کا راستہ، اصول وقانون اور آفاقی عقل، ''تاؤ'' کی تشریح مختلف انداز میں کی جاتی ہے۔ مختلف مصنفین نے اس کا مطلب راستہ، ابدی قول، ابدی ہستی اور استدلال وغیرہ بتایا ہے۔ جدید سائنس میں یہ بطور فطرت موجود ہے۔ بدھ مت اسے نروان کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ لاؤزے کے مطابق تاؤ واحد ہے یہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔ یہ لافانی ہے۔ یہ بے نام اور غیر مادی سے ناقابل فہم ہے۔ ہم اسے دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے، ہم اسے سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے، ہم اسے سمجھ نہیں پاتے اور اسے لطیف نام دیتے ہیں۔ تاہم ان تینوں خصوصیات کی وجہ سے ہم واحد کو حاصل کرتے ہیں۔

موسیقی:

موسیقی تفریح کا ایک ذریعہ ہے۔کنفیوشس کے بقول موسیقی غذا کی طرح ضروری ہے کیونکہ اس سے خیالات میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔لیکن موسیقی ایسی ہو جو انسان میں غیظ و غضب کے جذبات کو ٹھنڈا کرے اور انسان میں نرم دلی، رحم اور محبت پیدا کرے۔ بادشاہوں کے دربار میں موسیقار ہوتے تھے جو تقریبات اور سفیروں کی آمد پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے۔موسیقاروں کے مجسمے قبروں میں رکھے جاتے تھے تاکہ مرنے والوں کی روحیں ان کی موسیقی سے فیض یاب ہوں۔

پانچ مستند کتب(FIVE CLASSICS)

1۔ شاؤچنگ (Shue Ching) تقاریر اور دستاویزات
2۔ شائی چنگ (Shih Ching) 300 نظموں کی مجموعہ
3۔ کلاسک آف چینج (Classics of Change) معاشرے کے بارے میں تحریر
4۔ (بہار اور خزاں)(Ch, un, chhing)
5۔ یی چنگ(Yi Ching) انقلاب کی کتاب

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے دیں۔

1۔ کنفیوشیازم کیا ہے اس کی مختصر تعریف تحریر کیجئے؟
2۔ کنفیوشس سوسائٹی کے کس طبقے سے تعلق رکھتا تھا؟
3۔ کنفیوشس کے قائم کردہ سکول میں کس قسم کا نصاب پڑھایا جاتا تھا؟
4۔ کنفیوشس کے بنیادی تصورات کی وضاحت کریں۔
5۔ تاؤازم کا تعارف اور بنیادی تعلیمات کا ذکر کیجئے۔

2۔ خالی جگہ پُر کیجئے۔

1۔ تعلیم __________ نہیں۔
2۔ باپ دادا کی روحیں ہمارے کاموں میں __________ کرتی ہیں۔
3۔ پجاری __________ ہوتے تھے۔
4۔ تاؤمت کا بانی __________ تھا۔
5۔ جانور انسان کے __________ ہیں۔

3۔ مندرجہ ذیل میں درست فقرات کے سامنے (د) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیں۔

1۔ کنفیوشیانزم کا آغاز ہندستان سے ہوا۔

2۔ ہر قبیلہ کا ٹوٹم کوئی جانور ہوتا تھا۔

3۔ ٹوٹم مٹی کا بنا ہوا ہوتا تھا۔

4۔ کنفیوشس چھوٹی سی عمر سے ہوشیار تھا۔

5۔ کنفیوشس کی تعلیمات نے جاپانی معاشرے پر گہرا اثر ڈالا۔

4۔ درج ذیل فقرات کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں ان میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ کنفیوشیانزم کا آغاز ہوا:

(الف) کوریا (ب) امریکہ (ج) جاپان (د) چین

2۔ تاؤمت کا بانی کون تھا؟

(الف) کنفیوشس (ب) مہاتما بُدھ (ج) لاؤزے (د) مقدس پولُس

3۔ کنفیوشس پیدا ہوا۔

(الف) 551 قبل مسیح (ب) 651 قبل مسیح (ج) 561 قبل مسیح (د) 451 قبل مسیح

4۔ لاؤزے کب پیدا ہوا؟

(الف) 604 قبل مسیح (ب) 605 قبل مسیح (ج) 606 قبل مسیح (د) 607 قبل مسیح

5۔ کنفیوشس نے سکول قائم کیا:

(الف) 60 سال کی عمر کے (ب) 70 سال کی عمر (ج) 72 سال کی عمر (د) 80 سال کی عمر

5۔ کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملایئے۔

کالم: الف	کالم: ب
کنفیوشس	اصول
باپ	مت
راہنما	عاشرہ
تاؤ	خاندان
چینی	چین

6۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مختصراً لکھیں۔

1۔ کنفیوشیانزم سے کیا مراد ہے؟

2۔ کنفیوشس کب پیدا ہوا؟

3۔ کنفیوشس کی دو اخلاقی اقدار لکھیں۔

4۔ لاؤزے نے کہاں ملازمت کی؟

5۔ تاؤازم کی دو صفات لکھیں۔

عملی سرگرمیاں:

طلبہ تمام مذاہب کی مشترک اقدار کی فہرست بنائیں اور کلاس میں لگائیں۔

اساتذہ کرام:

طلبہ کو کلاس میں مختلف مذاہب کی اخلاقی اقدار پر لیکچر دیا کریں۔

یونٹ: 3

پاکستان میں مذہبی تہوار

تدریسی مقاصد:

ا۔ بھگوان شری کرشن کا جنم دن (جنم اشٹمی) کے بارے میں جان سکیں

۲۔ وساکھی، عیدالفطر، گرونانک صاحب کا جنم دن، ہولی، ایسٹر، کرِسمس تمام تہواروں کے بارے میں آ گاہی حاصل کرسکیں۔

بھگوان شری کرشن

بھگوان شری کرشن اپنی ماتا یشودا جی کے ساتھ

بھگوان شری کرشن کا جنم دن (جنم اشٹمی):

ہندو مذہب میں بے شمار معلمینِ اخلاق ظہور پذیر ہوئے لیکن اُن میں سے کچھ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ آج کلاس میں بچوں کو جاننے کی بڑی خواہش تھی کہ دھرم کی کس عظیم شخصیت کے بارے میں پڑھا جائے گا۔ استاد بشن داس نے کہا کہ بچوں میں آج آپ کو دھرم کی ایک عظیم ہستی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں، وہ ہیں ''بھگوان شری کرشن''۔ بھگوان شری کرشن کی پیدائش متھرا میں ہوئی جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ ان کے والد کا نام 'واسودیو' تھا۔ اس وقت شمالی ہندستان میں واقع متھرا پر راجا کنس حکومت کرتا تھا۔ یہ بہت ظالم راجا تھا، اس نے اپنے والد کو قید کرکے یہ حکومت حاصل کی تھی۔ اس کی رعایا اس سے خوفزدہ رہتی تھی۔ راجا کنس کو یہ آکاش وانی ہوئی کہ اس کی بہن 'دیوکی' سے پیدا ہونے والا آٹھواں بچہ راجا کو قتل کر دے گا۔ راجا بڑا پریشان ہوا۔ اس نے اپنی بہن اور بہنوئی کو قید خانے میں ڈال دیا اور یکے بعد دیگر ہونے والے سات بچے قتل کر دیئے۔ بھگوان شری کرشن 3227 قبلِ مسیح ساون مہینے کی کشن پکشن کی اشٹمی (آٹھواں دن) آدھی رات کے وقت پیدا ہوئے۔ ان کے والد پیدا ہوتے ہی انہیں اپنے ایک دوست نند جی کے پاس لے گئے۔ اتفاق سے نند جی کی بیوی یشودا جی کے ہاں بھی ایک بچی پیدا ہوئی تھی۔ ان کے والد بچے کو وہاں چھوڑ کر اُس بچی کو قید خانے میں لے آئے۔ جب راجا کو علم ہوا کہ اس کی بہن کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے تو راجا اس بچی کو مارنے کے لئے قید خانے میں آیا لیکن جیسے ہی بچی کو مارنے کی کوشش کی وہ دیوی بن گئی اور کہا، کہ تجھے مارنے والا پیدا ہو چکا ہے اور وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ تم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

نند جی اور یشودا جی نے بھگوان شری کرشن کو بڑے پیار سے پالا۔ بھگوان شری کرشن بھی اپنی ماں یشودا جی سے بہت محبت کرتے تھے۔ بھگوان شری کرشن اور ماں کے درمیان مثالی محبت تھی۔ نند جی اور یشودا جی گوالے تھے۔ اس لیے بھگوان شری کرشن کا بچپن گائیوں کے ریوڑ کے ساتھ کھیلتے ہوئے گزرا۔ بھگوان شری کرشن کو گائیوں کے ساتھ کھیلنا بہت پسند تھا۔ بھگوان شری کرشن بچپن میں بہت شریر تھے۔ گوپیاں جب دودھ کے مٹکے سروں پر رکھ کر لے جا رہی

بھگوان شری کرشن اور رادھا جی

ہوتیں تو آپ اُن کے سروں پر ہی مٹکے توڑ دیتے۔ بھگوان شری کرشن گوپیوں کا دودھ اور مکھن بھی شرارت سے چرا لیتے تھے جس کی وجہ سے آپ کو مکھن چور بھی کہتے تھے۔ بھگوان شری کرشن جب جوان ہوئے تو اُنہوں نے رکمنی جی سے شادی کر لی۔ رادھا جی لکشمی دیوی کا اوتار تھیں۔ اسی لیے جو پریم بھگوان شری وشنو اور دیوی لکشمی میں تھا وہی پریم بھگوان شری کرشن اور رادھا جی میں تھا۔

ایک دن راجا کنس کو کسی نے بتایا کہ بھگوان شری کرشن ان کی بہن کا بیٹا ہے تو اس نے انھیں اپنے دربار میں بلایا۔ راجا کنس نے کھیلوں کا انتظام کیا جس میں ملہ یُدھ/ پہلوانی کا کھیل بھی شامل تھا۔ راجا نے سازش کی ہوئی تھی کہ وہ بھگوان شری کرشن کو ملہ یُدھ/ پہلوانی میں دھوکے سے ختم کر دے گا۔ مگر کوئی بھی پہلوان بھگوان شری کرشن جی کو ہرا نہ سکا۔ آخر بھگوان شری کرشن نے راجا کنس سے مقابلہ کیا اور اُسے اور اس کے ظالم ساتھیوں کو ختم کر دیا۔ اُنہوں نے قید خانے سے اپنے والدین اور نانا کو بھی رہا کرا لیا۔

بھگوان شری کرشن نے فلسفہ، دانش اور جسمانی مقابلہ بازی کی تیاری میں خوب دلچسپی لی۔ انہوں نے اور بھی بہت سے علوم سیکھے۔ بھگوان شری کرشن کی وجہ شہرت اُن کے خیالات تھے۔ اُنہیں ایک عظیم ہیرو، فلاسفر، استاد، مددگار اور رہنما مانا جاتا ہے۔

بھگوان شری کرشن کی جنم اشٹمی کی تقریبات:

بھگوان شری کرشن، بھگوان وشنو کے آٹھویں اوتار ہیں۔ دنیا میں جہاں جہاں ہندو رہتے ہیں وہاں بھگوان شری کرشن کی جنم اشٹمی بڑی دھوم دھام اور عقیدت سے منائی جاتی ہے۔ گھروں اور مندروں میں روشنی کی جاتی ہے۔ خاص پرشاد نہایت عقیدت اور محبت سے تیار کیا جاتا ہے۔ پرشاد بنانے میں صفائی کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر پرشاد میں مال پورہ، کھیر، دودھ، دہی، مکھن، شہد اور ایک خاص طرح کی پنجیری جو دیسی گھی اور خشک میوہ جات سے تیار کی جاتی ہے بھگوان کے سامنے نہایت عزت و احترام سے پیش کی جاتی ہے۔ تمام رات ایک دیا جلایا جاتا ہے۔ آدھی رات کے وقت جب بھگوان کے جنم کا وقت ہوتا ہے تو ایک گھنٹی بجائی جاتی ہے اور بھجن کیرتن کیا جاتا ہے۔ بھگوان شری کرشن کی مورتی پر پانی اور چاول کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ بھگوان شری کرشن کی شان میں بھجن اور گیت گائے جاتے ہیں۔ حاضرین میں پرشاد تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر شخص احترام سے بیٹھ جاتا ہے اور سبزیوں کے بنے پر تکلف کھانے کھائے جاتے ہیں۔ اگلے دن لوگ بھگوان شری کرشن کے بچپن کے پسندیدہ کھیل کھیلتے ہیں۔ اس دن سب لوگ ایک دوسرے کو بھگوان شری کرشن کا محبت بھرا پیغام دیتے ہیں۔ یہ پیغام بھگوان اور انسانوں سے محبت کا اظہار ہے۔ بھگوان شری کرشن معجزاتی طاقت رکھتے تھے۔

’بھگوت گیتا‘‘ بھگوان شری کرشن کی وانی ہے جس کے معنی ہیں بھگوان شری کرشن اور پانڈو بھائیوں کی گفتگو جو مہا بھارت (ایک بڑا دھرم یدھ) کے دوران ہوئی۔ یہ گفتگو شاعرانہ اشلوکوں میں ہے۔ یہ ہندو مذہب کی بہت اہم کتاب ہے جو کافی حد تک معرفت اور فعالیت کا مرکب ہے۔ بھگوان شری کرشن نے اس میں انسانوں کی اصلاح کی تعلیمات دی ہیں۔ بھگوت گیتا کا آغاز عمل سے ہوتا ہے۔ بھگوت گیتا میں بھگوان شری کرشن کہتے ہیں، کہ کام کرنا ہر مرد اور عورت کا فرض ہے۔ بھگوان شری کرشن کے مطابق زندگی کا مقصد انسان کی خدمت ہے نہ کہ خود غرضی۔ خدمت کی نیت سے کیا ہوا

عمل اعلیٰ مقام رکھتا ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ خود کو خدا کا خادم سمجھ کر مخلوق کی خدمت کرے، صلہ یا لالچ کو سامنے نہ رکھے۔ ایسا انسان عارف اور مہاتما کہلاتا ہے۔

بھگوت گیتا 18 ادھیائے/ باب پر مشتمل ہے، جو دنیا کی بہترین اور بڑی مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ بھگوت گیتا ہندو دھرم میں ایک اعلیٰ مقام رکھتی ہے۔ یہ کتاب بھگوان شری کرشن کے کارناموں، فلسفوں، مذہبی اور اخلاقی اُصولوں پر مشتمل ہے۔ اس میں معرفت اور فعالیت پائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دلچسپی سے عاری عمل زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ بھگوت گیتا میں بھگوان شری کرشن کے تمام بنیادی تصورات اور فلاسفی بیان کی گئی ہے۔

بھگوان شری کرشن نے لوگوں کو روحانیت، محبت، بھائی چارے، دیانت اور انسانیت کی حتمی حقیقت کے متعلق تعلیم دی۔ بھگوان شری کرشن لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ اُن کی زندگی لوگوں کے لیے نمونہ تھی۔ بھگوان شری کرشن نے اپنی ساری زندگی میں بہت سے کردار ادا کیے۔ مثلاً ایک بچہ، بھائی، رتھ بان، شاگرد، گرو، چرواہا، پیغام رساں، لوگوں کا محبوب وغیرہ۔ بھگوان شری کرشن کی تعلیمات بھگوت گیتا میں موجود ہیں۔

بیساکھی/ وساکھی (ایک موسمی تہوار)

ربیع کی فصل کاٹنے کے بعد بھنگڑے کا منظر

''بیساکھی/ وساکھی'' ایک اہم موسمی تہوار ہے جو بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ خاص طور پر پنجاب میں ربیع کی فصل کاٹنے کے بعد کسان یہ دن بھنگڑا اور خوشی سے شروع کرتے ہیں۔ بیساکھی/ وساکھی کا تہوار ہر سال یکم وساکھ کو منایا جاتا ہے۔ پنجاب کے کسان رب کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور آنے والی فصل کی بہتری کے لیے دعا کرتے ہیں۔ وساکھی کا تصور مذہبی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دسویں گورو گوبند سنگھ صاحب نے 1699 میں اپنے باپ کی شہادت کے بعد سکھوں میں نیا جذبہ پیدا کرنے کے لیے وساکھی کا آغاز کیا انہوں نے اعلان کیا کہ وہ وساکھی منانے کے لیے 30 مارچ 1699 میں کیس گڑھ سے انند پور صاحب آئیں گے۔ گورو گوبند سنگھ صاحب کا عقیدہ تھا کہ ہر اچھا کارنامہ کسی بڑی قربانی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص بھی قربانی کے لیے تیار ہے اسے آگے بڑھنا چاہیے۔ وساکھی کا تہوار، وساکھ کی پہلی تاریخ (تیرہ یا چودہ اپریل) کو منایا جاتا ہے۔ اس دن کھیتوں میں ایک میلہ لگتا ہے اور یہ دن بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ خاص طور پر سکھ اس دن کو بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اُن کی عبادت گاہوں میں بڑی سرگرمیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ صبح اٹھ کر لوگ نہاتے ہیں اور اپنے نزدیکی عبادت گاہوں میں جاتے ہیں۔ خصوصی دعائیں مانگتے ہیں۔ بعد میں پرشاد تقسیم کرتے ہیں۔ عبادت گاہوں پر جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ سکھ وساکھی کا جلوس بھی نکالتے ہیں۔ اس دوران محبت بھرے گیت گائے جاتے ہیں۔ بھنگڑا اور گدا ڈالا جاتا ہے۔ سکھ نئے نئے کپڑے پہن کر خوشی سے ناچتے ہیں۔ کئی دیہاتوں میں میلے بھی لگتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے ہو کر خوشی مناتے ہیں۔ کشتیوں۔ فنون سپہ گری، موسیقی، شاعری اور لوک گیتوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔

میلہ کیسے مناتے ہیں؟

وساکھی کا میلہ

عبادت گاہوں کے باہر جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔سکھوں کے پنج پیارے اس میں حصہ لیتے ہیں اس تقریب کے دوران گیت گائے جاتے ہیں۔ دن کے آخر میں ایک جلوس نکالا جاتا ہے۔جس میں پنج پیارے آگے آگے چلتے ہیں۔اس دوران بھنگڑا اور گدا ڈالا جاتا ہے۔جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں۔اس تہوار پر آتش بازی بھی ہوتی ہے۔شام کو لوگوں میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

عیدالفطر:

عیدالفطر

عیدالفطر مسلمانوں کا ایک مذہبی تہوار ہے۔مسلمان سال میں ایک دفعہ ماہِ رمضان میں روزے رکھتے ہیں۔اس اہم فریضے کی ادائیگی کے بعد یکم شوال کو عید منائی جاتی ہے جسے عیدالفطر کہتے ہیں۔ جب عید کا چاند نظر آتا ہے تو ساری اسلامی دُنیا میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ بچے خوشی سے پھولے نہیں سماتے ہیں۔خاندان کے بڑے افراد چھوٹوں کو عیدی میں مختلف تحائف اور پیسے دیتے ہیں۔عید کی تیاریاں کئی دن پہلے شروع ہوجاتی ہیں۔ چھوٹے بڑے سب نئے کپڑے سلواتے اور جوتے خریدتے ہیں۔عورتیں چوڑیاں، زیورات اور بناؤ سنگھار کی اشیا خریدتی ہیں۔رشتے داروں اور دوستوں کو عید کارڈ بھیجے جاتے ہیں۔
مسلمان عید کے روز صبح نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر عیدگاہ جاتے ہیں۔عید کے دن سویاں کھائی جاتی ہیں۔ میٹھے اور نمکین پکوان تیار ہوتے ہیں۔ پکوان رشتے داروں اور ہمسایوں کو بھیجے جاتے ہیں۔خواتین گھروں میں نماز ادا کرتی ہیں۔نمازِ عید مسلمانوں کی اجتماعیت کی علامت ہے۔عید کی نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے۔عید کی نماز کے بعد مسلمان ایک دوسرے کو گلے ملتے ہیں۔عید کے دن بزرگوں سے خصوصی طور پر ملا جاتا ہے۔دو دن خوب دعوتیں چلتی ہیں۔دوسرے مذاہب کے لوگ بھی مسلمانوں کو عید کی مُبارک دیتے ہیں۔

گورونانک صاحب جی کا جنم دن:

''اک اونکار'' کی شکل میں چراغاں

سکھ اپنے مذہب کے بانی گورونانک صاحب جی کا جنم دن بہت عقیدت سے مناتے ہیں۔ گورونانک صاحب جی ''کاتک مہینے'' میں پورنماشی (پورے چاند) کی رات رائے بھوئے کی تلونڈی میں پیدا ہوئے تھے جو لاہور سے ۹۰ کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔اب اسے ننکانہ صاحب کہتے ہیں۔جنم دن کی تقریبات مذہبی نوعیت کی ہوتی ہیں۔اس لیے ان کا انداز میلوں ٹھیلوں جیسا نہیں ہوتا بلکہ ان میں 24 گھنٹے گوروگرنتھ صاحب جی کا مسلسل پاٹ کیا جاتا ہے جسے (اکھنڈ پاٹ) کہتے ہیں۔چاند کی بارھویں اور تیرھویں رات میں گوروگرنتھ صاحب کا پاٹ کیا جاتا ہے جسے اکھنڈ پاٹ کہتے ہیں اس تقریب میں لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے اور سب مل کر کھاتے ہیں۔جنم دن کی خوشی میں آتش بازی بھی کی جاتی ہے اور ''اک اونکار'' کی شکل میں چراغاں کیا جاتا ہے۔

ہولی کا تہوار:

ہولی کا منظر

ہولی ایک قدیم اور مقدس تہوار ہے جو"لاد" کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ رات کو ہولی کی آگ جلائی جاتی ہے جسے ہولکا دہن کہتے ہیں۔ اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ جس طرح بھگوان وشنو نے اپنے پیارے بھگت پرلاد کی آگ سے حفاظت کی تھی اسی طرح ہندو بھی خوشی کے ساتھ لاد کی آگ جلاتے ہیں۔ یہ تہوار ہندی کیلنڈر کے مطابق ۱۵ پھاگن اور مارچ کے مہینے میں آتا ہے۔ یہ تاریخ "پورمل" کہلاتی ہے۔ اس دن لوگ ایک دوسرے پر رنگ پھینک کر خوش ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو رنگنے کے بعد اشنان کیا جاتا ہے اور ایک دوسرے کو ملنے کے لیے ان کے گھروں میں جایا جاتا ہے۔ سب ایک دوسرے کو گلے ملتے ہیں اور مٹھائیاں اور طرح طرح کے پکوان کھاتے اور کھلاتے ہیں۔

ایسٹر:

گرجا گھروں میں ایسٹر کی عبادات

ایسٹر خداوند یسوع مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کی یاد میں خوشی کا تہوار ہے، جو مسیحی اپریل کے مہینے میں مناتے ہیں۔ دنیا بھر کے مسیحی اس تہوار کو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ گرجا گھروں میں عبادات ہوتی ہیں جن میں رواداری، پیار محبت اور قربانی کی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ وطن عزیز کی سلامتی اور بقا کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ نئے کپڑے سلوائے جاتے ہیں گھروں میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ مختلف اقسام کے کھانے پکائے جاتے ہیں۔

کرسمس:

کرسمس کا درخت

کرسمس کا تہوار ہر سال 25 دسمبر کو منایا جاتا ہے جو کہ خداوند یسوع مسیح کی ولادت کی تاریخ ہے۔ مسیحیت میں سب سے اہم تہوار کرسمس ہے۔ کرسمس کی تقریبات تہوار سے پہلے ہی شروع ہو جاتی ہیں۔ گرجا گھروں میں خصوصی عبادات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی ولادت کے حوالے سے گیت گائے جاتے ہیں۔ کرسمس کارڈ اور تحائف دوستوں اور عزیزوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ یہ تقریبات 25 دسمبر سے چند دن پہلے شروع ہو کر 2 جنوری تک جاری رہتی ہیں۔ کرسمس کے موقع پر مٹھائیاں اور پکوان تیار کیے جاتے ہیں۔ ہر گھر میں کرسمس کا درخت سجایا جاتا ہے۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

1۔ بھگوان شری کرشن کے جنم دن اور ابتدائی عمر کے حالات تفصیل سے تحریر کریں۔

2۔ راجا کنس بھگوان شری کرشن کو کیوں مارنا چاہتا تھا اور وہ کیسے بچے؟

3۔ بھگوت گیتا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

4۔ بھگوان شری کرشن کی جنم اشٹمی کیسے منائی جاتی ہے؟

5۔ پنجاب میں وساکھی کا تہوار کیسے منایا جاتا ہے؟

2۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مختصر دیجئے۔

1۔ بھگوان شری کرشن کہاں پیدا ہوئے؟

2۔ بھگوان شری کرشن کے والد کا کیا نام تھا؟

3۔ راجا کنس نے اپنے بہن اور بہنوئی کو قید خانے میں کیوں ڈالا؟

4۔ بھگوان شری کرشن نے کس سے شادی کی؟

5۔ وساکھی کے تہوار کی مذہبی حیثیت کیا ہے؟

3۔ خالی جگہ پر درست الفاظ لگائیے۔

1۔ بھگوان شری کرشن ہندو دھرم ____________ شخصیت ہے۔

2۔ بھگوان شری کرشن کے والد کا نام ____________ ہے۔

3۔ آکاش وانی کے بعد راجا کنس نے بہن اور بہنوئی کو ________________ میں ڈال دیا۔

4۔ بھگوان شری کرشن نے ________________ تیاری لی۔

5۔ ________________ سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔

4۔ درست فقرات کے سامنے (د) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیں۔

1۔ بھگوان شری کرشن کی پیدائش متھرا میں ہوئی۔

2۔ راجا کنس نے اپنے بہنوئی اور بہن کو قید خانے میں ڈال دیا۔

3۔ بھگوان شری کرشن ایک عام آدمی تھے۔

4۔ بھگوان شری کرشن نے علوم سپہ گری بھی سیکھے۔

5۔ مندرجہ ذیل میں درست جوابات پر نشان لگائیں۔

1۔ بھگوان شری کرشن کہاں پیدا ہوا؟

(الف) متھرا (ب) ایران (ج) مصر (د) یونان

2۔ بھگوان شری کرشن کی والدہ کا نام تھا:

(الف) دیوکی (ب) رادھا (ج) سونیا (د) اندرا

3۔ بھگوت گیتا کا مطلب ہے:

(الف) بھگوان کے گیت (ب) خوشی کے گیت (ج) غم کے گیت (د) بھگوان کی گفتگو

4۔ وساکھی کا تہوار کہاں منایا جاتا ہے؟

(الف) گھروں میں (ب) گوردواروں میں (ج) باغوں میں (د) دریاؤں میں

5۔ وساکھی کا تہوار کس مہینے میں منایا جاتا ہے؟

(الف) اپریل (ب) مئی (ج) جون (د) جولائی

6۔ کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیے۔

کالم:الف	کالم:ب
راجا کنس	ہندو
علوم	گیتا
بھگوت	سپہ گری
جنم	متھرا
وساکھی	دن

عملی سرگرمیاں:

طلبہ پاکستان میں منعقد ہونے والے مذہبی تہواروں کی فہرست تیار کریں۔ ہر ماہ موقع کی مناسبت سے ان تہواروں کو اپنے اسکول میں منائیں۔اساتذہ مذہبی تہوار منانے کے سلسلہ میں طلبہ کی راہنمائی فرمائیں۔

یونٹ: 4

اخلاقی اقدار

تدریسی مقاصد:

حب الوطنی: ملک اور قوم کے ساتھ محبت اور وفاداری، اچھے شہری کے فرائض اور قومی اتحاد کی اہمیت)

قانون کا احترام: قانون اور آئین کی اہمیت، پاکستان کے آئین میں دیے گئے بنیادی حقوق، قانون کا احترام اور عمل درآمد، وقت کی اہمیت اور پابندیِ وقت

آداب: مجلسی آداب، معاشرتی آداب، ابتدائی ملاقات کے آداب، بزرگوں کا احترام، مقدس مقامات پر حاضری کے آداب، بیمار کی عیادت

حب الوطنی

اچھے شہری کے فرائض:

مینارِ پاکستان

کسی بھی ملک کا باشندہ جو وہاں پیدا ہوتا ہے اُس ملک کا شہری کہلاتا ہے۔ ہر قوم کی اپنی تہذیب وتمدن، زبان، رسم ورواج، عادات اور طرزِ زندگی ہوتی ہے۔ ہر ملک کا ایک آئین ہوتا ہے، جس کے تحت ملک پر حکومت کی جاتی ہے۔ اس کے مطابق سب شہریوں کو برابر حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ پاکستان کے آئین کے مطابق اس کے شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ پاکستان کا آئین بھی اپنے شہریوں کو بنیادی حقوق میں زندگی اور جائیداد کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ پاکستان کے آئین میں تقریر وتحریر اور تعلیم حاصل کرنے کی آزادی ہے۔ کوئی شخص قانون توڑ سکتا ہے اور نہ ہی امن وامان خراب کرسکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو قانون کی نظر میں مجرم ٹھرتا ہے اور اسے سزا ملتی ہے۔ لوگوں کے حقوق کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے۔ شہریوں سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ قانون کا احترام کریں گے اور اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لیں گے۔ ملک کے مفاد میں قانون کا حکم مانیں گے۔ قیامِ پاکستان کے بعد قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے سوچنا ہے۔ اس کے لیے جذبہ حب الوطنی کی ضرورت ہے۔ ہمیں صوبوں کی سطح پر نہیں بلکہ پاکستان کی سطح پر سوچنا ہے۔ ہمیں ملکی یکجہتی کی ضرورت ہے۔ ہمارے مفادات مشترک ہیں، پہلے قومی اور بعد میں صوبائی اور علاقائی سوچ ہونی چاہیے۔

شہریوں کی ذمہ داریاں:

1۔ ہمیں اپنے ملک اور قوم سے وفادار رہنا اور ملک وقوم کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔

2۔ مشترکہ مقاصد کے حصول کے لیے قومی سوچ پیدا کرنی چاہیے نہ کہ صوبائی یا انفرادی۔

3۔ ملک کے استحکام، سالمیت اور امن کے لیے کام کرنا اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے سے گریز کرنا چاہیے۔

4۔ ملکی سالمیت کے لیے اتحاد کو قائم رکھنا چاہیے۔ ہمیں ملک کے قوانین کی پابندی اور ان کا احترام کرنا ہوگا تاکہ لوگ امن اور ہم آہنگی سے زندگی بسر کر سکیں۔ ہمیں اپنے ملک کی بہتری اور قومی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے۔

5۔ ملکی ترقی کے لیے اعلیٰ تعلیم کا حصول ضروری ہے تاکہ اچھے شہری، ملازمین اور کارکن پیدا ہو سکیں۔

6۔ ہمیں ایک دوسرے کی جان و مال کا احترام کرنا چاہیے۔ ہمیں حکومت کی طرف سے دی گئی سہولتوں اور ذرائع کو احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے تاکہ دوسرے بھی اس سے برابر کا فائدہ اٹھا سکیں۔

7۔ دوسرے مذاہب کی آزادی کا احترام کرنا چاہیے تاکہ وہ ہمارے مذہب کا احترام کریں۔ ان کی عبادت گاہوں اور تہواروں کا احترام کرنا چاہیے۔

8۔ ہمیں اپنے محصول، بل اور ٹیکس پوری طرح ادا کرنے ہوں گے تاکہ ترقیاتی منصوبوں پر کام ہو سکے۔

9۔ ہمیں اچھے نمائندگان کا انتخاب کرنے کے لیے اہل امیدواروں کو ووٹ دینا چاہیے۔

10۔ ہمیں اپنی صلاحیتوں کو مکمل طور پر بروئے کار لانا چاہیے تاکہ ملک و ملت کے لیے مفید شہری بن سکیں اور جمہوریت کو فروغ مل سکے۔

11۔ ملک سے تشدد اور دہشت گردی کے خاتمے کیلئے حکومت سے مل کر جدوجہد کرنی چاہیے۔

12۔ اچھے شہری کو جذبہ ایثار سے سرشار ہونا چاہئے اور اچھے شہری کو کفایت شعار ہونا چاہیے۔

13۔ اچھے شہری کا فرض ہے کہ وہ صحت وصفائی کا خیال رکھے اور اپنے ماحول کو بھی بہتر بنائے۔

14۔ احساس ذمہ داری ملکی ترقی کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے ہمیں بھی یہ احساس اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے۔

قومی یکجہتی اور اتحاد

قومی یکجہتی سے مراد قوم کے مختلف طبقوں میں وحدت اور تعاون پیدا کرنا ہے۔ کسی قوم کے اندر اتحاد اور یکجہتی ملک کو مضبوط کرتی ہے۔ ملکی معاملات اور مفادات میں قوم کی ایک رائے ہونی چاہیے۔ کسی قسم کا اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہیے۔

یکجہتی کے فروغ کے لیے لازمی عناصر:

1۔ قومی جذبہ:

ایک مضبوط قوم اس وقت بن سکتی ہے جب تمام طبقوں میں قومی جذبہ موجود ہو۔

2۔ تعاون:

قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے قوم کے تمام افراد میں ایثار اور تعاون کا جذبہ موجود ہونا لازمی ہے۔

3۔ خیالات:

قومی یکجہتی کو ترقی دینے کے لیے قوم کے تمام افراد کے احساسات اور خیالات میں ہم آہنگی ضروری ہے۔

4۔قربانی کا جذبہ:

ایک مضبوط اور متحد قوم بننے کے لیے افراد میں قربانی کا جذبہ موجود ہونا چاہیے۔

5۔اشتراک وتعاون:

قومی یکجہتی کے فروغ کے لیے اشتراک وتعاون کا جذبہ موجود ہو۔

6۔فرقہ واریت سے پرہیز:

قوم کے افراد فرقہ واریت اور تعصب سے احتیاط کریں گے تو قومی یکجہتی کو فروغ دے سکتے ہیں۔قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اتحاد، یقین اور نظم وضبط ہے۔قوم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ مذہب کے ساتھ ساتھ سماجی زندگی، معاشی زندگی اور سیاسی زندگی میں یک جہتی کے بغیر ہم معاشی طور پر مضبوط نہیں ہو سکتے۔ہمیں صوبائیت سے باہر نکلنا ہوگا اور معاشرے کے تمام طبقوں کو مل جل کر چلنا ہوگا۔ پاکستان کے لوگوں کی اپنی پہچان ہے۔ ہمارا جھنڈا ہماری شناخت ہے۔ پاکستانی میں مختلف مذاہب کے لوگ اکٹھے رہتے ہیں لیکن قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ پاکستان کا اپنا قومی ترانہ ہے۔ہم اسے پڑھ کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہمارا قومی لباس (شلوار قمیص) ہماری پہچان ہے۔ ہماری مشترکہ شناخت ہمارے اتحاد اور یکجہتی کو مضبوط کرتی ہے۔

قومی اتحاد اور یکجہتی کے لیے اقدامات:

1۔ملک پر، جھنڈے پر اور اس کے قومی ترانے پر فخر کریں۔

2۔ بھائی چارہ، اخوت اور مساوات قائم کریں۔

3۔قومی پہچان، اتحاد اور تعاون کا جذبہ پیدا کریں۔

4۔اردو زبان کا فروغ اور مقامی زبانوں کی حفاظت کریں۔

5۔مختلف طبقوں میں اخوت، برداشت اور صبر کا جذبہ پیدا کریں۔

6۔ادارے مضبوط ہوں تاکہ بہتر معاشی پالیسیاں بنائیں۔

7۔سماجی انصاف کے قیام کے لیے غریب طبقے کا خیال رکھیں۔تاکہ ناخواندگی اور غربت کا خاتمہ کریں۔

8۔لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے، تعلیم، جمہوریت اور پریس کی آزادی کو ممکن بنایا جائے۔

آئین

آئین بنیادی قواعد وضوابط کا مجموعہ ہے۔اس کے بغیر کوئی ملک نہیں چل سکتا۔آئین کے بغیر امن وامان، انصاف اور برابری نہیں مل سکتی۔مختلف ممالک کا آئین مختلف ہوتا ہے۔آئین وہ دستور ہے جو شہریوں کے باہمی تعلقات اور حقوق وفرائض کا تعین کرتا ہے۔آئین ہی ریاست کے تنظیمی ڈھانچے کی تشکیل کرتا ہے۔

آئین کی اہمیت:

1۔ آئین ایک ریاست کا بڑا اہم عنصر ہے۔جس پر ریاست کا نظام قائم ہوتا ہے۔

2۔ آئین اور قانون کا احترام ہر ادارے اور فرد کے لیے ضروری ہے۔

3۔ آئین اور قانون سے انحراف ایک بڑا جرم سمجھا جاتا ہے۔

4۔ حکومت کا فرض ہے کہ وہ آئین کی حفاظت کرے۔ حکومت آئین میں دیئے ہوئے اختیارات کے مطابق حکومت چلاتی ہے۔

5۔ آئین ہر حکومت کے مقاصد اور ترجیحات کا تعین کرتا ہے۔

6۔ آئین ملک کی نظریاتی سرحدوں کی عکاسی کرتا ہے۔

7۔ ملک کے منصوبے اور پالسیاں آئین کی روشنی میں تیار کی جاتی ہیں۔

8۔ آئین کی عدم موجودگی ملک میں بحران پیدا کر دیتی ہے۔

9۔ آئین لوگوں کے نظریات، جذبات اور احساسات کا ترجمان ہوتا ہے۔

10۔ آئین ملکی ترجیحات کے مقاصد کو اُجاگر کرتا ہے۔ ریاست کے ادارے آئین کے مطابق چلائے جاتے ہیں۔

11۔ ریاست کے تمام قوانین اور پالیسیاں آئین کی روشنی میں تیار ہوتی ہیں۔

12۔ آئین میں حکومت کے مختلف شعبوں کے اختیارات کی وضاحت ہوتی ہے۔

13۔ آئین ملک کے باشندوں کے حقوق کا محافظ ہوتا ہے۔

حقوق

حقوق سے مراد ضابطہ، سچائی اور حق ہے۔ انگریزی میں اسے (Rights) کہا جاتا ہے۔ حقوق بہتر زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہیں۔ شہری اچھی زندگی گزارنے کے لیے کچھ سہولتوں کا تقاضا کرتے ہیں جن کو ریاست اور معاشرہ تسلیم کرتے ہیں۔ یہی شہریوں کے حقوق ہیں۔

اہمیت:

ملکی قوانین میں بنیادی حقوق باقاعدہ درج ہیں جو تمام شہریوں کو یکساں حاصل ہوتے ہیں۔ ریاست ان حقوق کا تحفظ کرتی ہے۔ حقوق اور فرائض لازم وملزوم ہیں۔

اقسام:

1۔ اخلاقی حقوق:

اخلاقی حقوق کی ادائیگی پر ہر مذہب زور دیتا ہے۔ ان کو پورا نہ کرنے سے انسان مجرم نہیں ہوتا۔ لیکن معاشرے میں بداخلاق پھیل جاتی ہے اور بگاڑ پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ حقوق معاشرے کے افراد ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ ریاست ان حقوق کی ضمانت نہیں دیتی۔

2۔ قانونی حقوق:

یہ وہ حقوق ہیں جن کو مقننہ بناتی اور منظور کرتی ہے اور انتظامیہ نافذ کرتی ہے۔ ان کی خلاف ورزی پر سزا ملتی ہے۔

1973 کے آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق:

پاکستان میں نافذ 1973 کا آئین ہر شہری کو بنیادی حقوق دیتا ہے۔ ریاست پاکستان کسی شخص کے اِن حقوق کے دینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ آئین تمام لوگوں کو حقوق کی ضمانت دیتا ہے۔ کچھ بنیادی حقوق ذیل میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ حقوق سماجی، معاشی اور سیاسی ہیں۔

1۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی بسر کرے۔

2۔ زندگی اور جان و مال کی حفاظت کے حقوق۔

3۔ تحریر و تقریر کی آزادی اور دیگر شہری آزادیاں۔

4۔ ایسوسی ایشن، یونین اور پیشہ اختیار کرنے کی آزادی۔

5۔ ووٹ دینے کا حق۔

6۔ تعلیم اور صحت کی سہولتیں۔

7۔ پُرامن اجتماع کرنے کے حقوق اور کسی بھی سیاسی جماعت میں شامل ہونے کا حق۔

8۔ زبان، رسم و رواج اور کلچر کی حفاظت کا حق۔

9۔ ہر شخص کو تجارت اور کاروبار کا حق حاصل ہے۔ شہری کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتا ہے۔

10۔ حقِ مساوات۔

11۔ نمائندگی کا حق۔

12۔ سیاسی جماعت بنانے کا حق۔

13۔ اچھا روزگار حاصل کرنے کا حق۔

14۔ انتخابات میں حصہ لینے کا حق۔

قومی یکجہتی میں اقلیتوں کا کردار:

قومی یک جہتی میں اقلیتوں نے بھی ہمیشہ اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان کے قیام کے وقت بھی اقلیتوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ پاکستان بننے کے بعد اقلیتوں کو ہمیشہ حکومت میں نمائندگی ملتی رہی ہے۔ 1965 کی جنگ میں بھی اقلیتوں کا کردار قابل ستائش رہا۔ بہت سے اقلیتی خصوصاً مسیحی افسران پاک فوج کے شانہ بہ شانہ لڑے اور جان کا نذرانہ پیش کیا۔ ہمارے قومی پرچم میں سفید رنگ اقلیتوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اقلیتیں پاکستان سول سروس میں بھی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ جب بھی کسی دشمن نے پاکستان کی سا لمیت کو للکارا تو اقلیتوں نے مسلمان بھائیوں کے شانہ بشانہ خدمات سرانجام دیں اور پاکستان کی حفاظت کی۔

قانون کا احترام

قانون کی عمل داری سے مراد ریاستی احکامات کا بجا لانا ہے۔ قانون کی عمل داری ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ ہم خود غرضی کو ختم کریں۔ قانون کی عمل داری اس بات پر زور دیتی ہے کہ ہم اپنی خواہشات کو دوسروں کی خواہشات پر ترجیح نہ دیں۔ یہ نظم وضبط پیدا کرتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عمل داری کر کے ہم اپنی اندرونی طاقت کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ عمل داری سے ہم قانون کی چھتری کے نیچے رہتے ہیں۔ خدمت، اجازت، معاف کرنا یہ تمام خدائی اصول ہیں۔ خدا ان کی پابندی پر خوش ہوتا ہے۔ ملکی قانون کی حکم عدولی قانونی جرم شمار ہوتی ہے، لہٰذا قانون کا احترام ہم سب پر لازم ہے۔

قانون سے انحراف:

دوسروں کی چیز چرانا، ٹریفک قوانین کی پابندی نہ کرنا، کسی کو زخمی کرنا، مقامی طور پر امن وامان خراب کرنا قانون توڑنے کے مترادف ہے اور اسے جرم سمجھا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص قانون توڑتا یا جرم کرتا ہے تو پولیس اُسے گرفتار کر لیتی ہے۔ بعض اوقات آدمی کو وارننگ ملتی ہے، کبھی جرمانہ بھی ہوتا ہے اور بعض اوقات جیل میں جانا پڑ جاتا ہے۔

نقصانات:

1۔ قانون توڑنے سے معاشرے کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔
2۔ قانون شکنی سے عوام کا احساس تحفظ ختم ہو جاتا ہے۔
3۔ قانون شکنی سے اعلیٰ اقدار مسخ ہو جاتی ہیں۔
4۔ معاشرتی اداروں کے تعلقات متاثر ہوتے ہیں۔
5۔ قانون شکنی سے معاشرتی مسائل بڑھ جاتے ہیں۔
6۔ قانون شکنی سے مساوات ختم ہو جاتی ہے۔
7۔ حقوق وفرائض میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔
8۔ ملک میں لُوٹ کھسوٹ اور قتل وغارت گری شروع ہو جاتی ہے۔

معاشرتی آداب

کومل اور راجے کے گھر آج محلہ کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ جس کی وجہ سے ان کے گھر محلے کی تمام خواتین موجود ہیں۔ ان کے ساتھ اُن کے بچے بھی موجود ہیں۔ اس میٹنگ میں معاشرتی آداب کے بارے میں بتایا جا رہا ہے کہ اچھے آداب بہت ضروری ہیں۔ سب لوگ اُن بچوں کو پسند کرتے ہیں۔ جو آداب کا خیال رکھیں۔ شکریہ، مہربانی، معاف کرنا اور افسوس کا اظہار، اچھے الفاظ ہیں۔ ان الفاظ سے دوسروں پر اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور لوگ آپ کے دوست بنتے ہیں۔ اسلام، مسیحیت، یہودیت، ہندو دھرم، جین مت، بدھ مت، سکھ مذہب نے اچھے آداب، اچھی عادات، نرم گفتگو اور برداشت کا سبق دیا ہے۔ اظہار

تشکر کے الفاظ دوسروں کے دلوں کو فتح کر لیتے ہیں۔مختلف مذاہب کے درمیان ہم آہنگی بھی پیدا ہوتی ہے۔اتنے میں پڑوس سے سالک اور زیب بھی آ گئے اور اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا۔کومل کی امی نے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔میرا اور انجلا بھی بہت خوش تھے۔تمام بچوں نے ایک ساتھ بولنا شروع کیا جس سے کمرے میں شور مچ گیا۔کومل کی امی نے کہا اونچا بولنا اچھی بات نہیں۔باری،باری اور آہستہ آہستہ گفتگو کرنی چاہیے۔انجلا نے کہا، جی ہاں! یہ باتیں میری اُستانی صاحبہ نے بھی سکول میں بتائی تھیں۔جوزف نے کہا کہ ہمارے اُستاد صاحب کہتے ہیں بہت تیز بات نہیں کرنی چاہیے۔جب ہم دوسروں کو ملتے ہیں تو ہماری عادتیں اور آداب ان پر اثر ڈالتے ہیں۔

عائشہ کی امی نے کہا کہ اچھے آداب زندگی کو خوش گوار بناتے ہیں۔ہمیں آداب کا آغاز گھر سے کرنا چاہئے۔اچھے آداب دوستی اور محبت کو پروان چڑھاتے ہیں۔ہر قوم اور معاشرے کے الگ الگ آداب ہوتے ہیں۔ہمیں دوسرے معاشروں سے ملتے وقت آداب کو ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔اس سے کردار میں پختگی واقع ہوتی ہے۔اچھے آداب یہ ہیں کہ گھر میں داخل ہوتے ہی اہلِ خانہ کو سلام کہیں اور نرمی سے بات کی جائے۔چیزوں کو دائیں ہاتھ سے پکڑا جائے۔اونچی آواز سے ہنسنا اور دوسروں کے عقائد پر حملہ کرنا اچھی بات نہیں ہے۔مزید برآں اگر ہماری ثقافت کے برعکس کوئی لباس پہنا جائے تو اُسے پسند نہیں کیا جاتا۔جب مہمان گھر میں آتے ہیں تو ان کی خاطر تواضع کی جاتی ہے۔

خوشی ایک ذہنی کیفیت کا نام ہے اور اس کا تعلق انسانی اقدار سے ہے۔خوشی دوسروں کی عزت کرنے، ان کا خیال رکھنے اور ان سے محبت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔اسلام اور دوسرے مذاہب ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ان کا خیال رکھنے کا درس دیتے ہیں۔خوشی دوسروں کو عزت دینے،ان کا خیال رکھنے اور ان سے محبت کرنے کے احساس کا نام ہے۔دوسرے لفظوں میں معاشرتی آداب یا حقوق العباد خوشی حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہیں۔حقیقی مسکراہٹ آپ کی شخصیت اور ارادوں کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ہر مسکراہٹ کا ایک خوشگوار ردِعمل ہوتا ہے۔مسکراہٹ سے نہ صرف آپ خود سکون محسوس کرتے ہیں بلکہ اس سے آپ کا ذہنی تناؤ بھی کم ہوتا ہے۔ہمیشہ بات چیت کا آغاز مسکراہٹ سے کریں۔

اخلاقیات میں اس بات کو اولین حیثیت حاصل ہے کہ آپ دوسروں کی گفتگو کو توجہ سے سنیں۔جب دوسرا آدمی بات کر رہا ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کرنا اور دلچسپی کا اظہار نہ کرنا ایک غیر اخلاقی بات ہے۔دوسروں کی گفتگو توجہ سے سننے سے آپ دوسروں کا دل جیت سکتے ہیں۔ٹیلیفون پر جب آپ کسی سے بات چیت کریں تو صرف ہیلو نہ کہیں بلکہ سب سے پہلے سلام کہیں۔پھر اپنی شناخت کرائیں۔گفتگو شائستہ انداز اور نرم آواز میں کریں۔گفتگو میں جلد بازی نہ کریں اور نہ زیادہ اونچا بولیں۔

مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔روح کا رشتہ دماغ سے اور دماغ کا دل سے ہوتا ہے۔وہی چیز خوبصورت ہونی چاہیے،ظاہری ہو یا باطنی جو آپ کے دل میں خوشیاں بکھیرے اور تسکین کا باعث بنے اگر آپ ایک ہنستے ہوئے چہرے اور اچھے اخلاق کے مالک کو ملیں یا دیکھیں تو آپ کا دل خوشی سے باغ باغ ہو جائیگا۔اچھا اخلاق دُشمن کو بھی دوست بنا لیتا ہے۔آپ اس شخص کو پسند کریں گے،جس کے چہرے پر مسکراہٹ اور اخلاق اچھا ہو۔

احتیاط:

1۔ ہاتھ ملاتے وقت زور سے نہیں دبانا چاہئے۔

2۔ ہاتھ ملاتے وقت ہاتھ کو کھینچا نہ جائے۔

3۔ کسی سے ملتے وقت خوشی کا اظہار اور مسکراتا ہوا چہرہ ہونا چاہیے۔

4۔ ملتے وقت ایک دوسرے کے چہرے پر دیکھنا چاہیے۔

تمام مذاہب میں دوسروں کا احترام سکھایا گیا ہے۔ جب دوسروں سے ملاقات کرنی ہو تو پہلے اجازت لیں اور دروازے پر دستک دی جائے۔ دروازہ زور سے نہ کھٹکھٹایا جائے۔ تھوڑی دیر انتظار کیا جائے اگر جواب نہ آئے تو واپس چلے جانا چاہیے۔ ہوسکتا ہے کہ اہلِ خانہ بیمار ہو یا سویا ہوا ہو۔ ملاقات کے لئے دوسروں کے وقت کا خیال رکھیئے۔ ملاقات کی ابتدا میں سلام اور اختتام پر الوداعی کلمات کہیں۔

بزرگوں کا احترام:

ہر مذہب اور معاشرے میں بڑوں کے احترام کو اہمیت دی گئی ہے اور یہ تمام مذاہب کی مشترکہ اقدار میں شامل ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ اپنے سے بڑوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ اُن سے محبت، عاجزی اور انکساری سے پیش آئیں۔ اس سے معاشرے میں امن اور سکون پیدا ہوگا۔ دُنیا میں سب مذاہب کی بنیاد اخلاق اور ادب واحترام پر ہے۔ بڑوں کا احترام کرنا اچھی عادات میں شامل ہے۔ جب کسی بڑے سے ملیں تو اُن کو عزت دیں۔ بزرگوں سے گستاخی یا برے انداز سے پیش نہ آئیں۔ اُن کی بات غور سے سُنیں۔ بڑوں کے پاس بیٹھتے اُٹھتے، وقت اور بات کرتے وقت آداب کا خیال رکھیں۔ اُنھیں نفرت اور مزاح کی نگاہوں سے مت دیکھیں۔ اُن کی باتوں اور نصیحتوں پر توجہ دیں کیونکہ وہ آپ کو بڑی سُنہری باتیں بتا رہے ہوتے ہیں۔ اُن میں اُن کی زندگی کا تجربہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر آپ قطار میں کھڑے ہیں یا بس اور ٹرین میں سوار ہیں تو بڑوں کو بیٹھنے کی پیشکش کریں اور اُن کو قطار میں پہلے کھڑا ہونے کی باری دیں۔ بزرگوں سے ملنے کے لئے اُن سے وقت اور اجازت حاصل کریں اور وقت کی پابندی کریں۔ اگر آپ کسی وجہ سے بروقت نہیں پہنچ سکیں تو اُن سے معذرت کا اظہار کریں اور وقت پر نہ آنے کی وجوہات بتائیں تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں اور آپکو کوئی دوسرا وقت دیں۔ اگر ایک بڑا کھڑے ہو کر بات کر رہا ہے تو آپ مت بیٹھیں بلکہ کھڑے ہو کر بات سُنیں۔ اگر مجلس میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں تو کوئی بڑا آ جاتا ہے تو کھڑے ہو کر اُسے کو بیٹھنے کی پیشکش کریں۔

پرانے زمانے میں بھی بزرگوں کا احترام کیا جاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نوجوانوں کو شکار کے طریقے سکھائے تھے، گھر بنانے کے طریقے اور آگ کے استعمال سے آگاہ کیا تھا۔ اس لیے نوجوان اپنے بزرگوں کی مرضی پر چلتے تھے اور مشکل وقت میں ان سے مشورہ کرتے۔ ان کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ان کی روحیں ہر وقت ان کی مدد کے لیے تیار رہتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے بزرگوں کو گھروں، مدرسوں، سکولوں میں اساتذہ کرام، دفتر، بازاروں، بنکوں اور دفتروں میں عزت واحترام اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔ ان کے لیے دعائے خیر کریں۔

مذہبی/مقدس مقامات میں شرکت کے آداب:

مقدس مقامات پر مذہبی فرائض سرانجام دیے جاتے ہیں۔تمام مذاہب کے ماننے والے اپنے مقدس مقامات کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ تمام مقدس مقامات کا احترام لازم ہے۔ یہ صرف آداب کا تقاضا نہیں خود مذہب کا حکم بھی ہے۔مقدس مقامات پر جانے کے آداب درج ذیل ہیں:

1۔ مقدس مقامات میں داخل ہوتے ہی موبائل فون بند کردیں۔

2۔ عبادت کے دوران عمومی گفتگو سے پرہیز کریں۔

3۔ تمباکونوشی سے پرہیز کریں۔

4۔ مقدس مقامات پر ہر جگہ اور ہر وقت کھانا پینا مناسب نہیں۔ جب اجازت ہو اور جہاں کھانے کی جگہ بنی ہو وہاں کھانا چاہیے۔

5۔ مقدس مقامات میں مناسب لباس پہن کر داخل ہوں۔

6۔ مقدس مقامات پر اُونچا بولنا اور لڑائی جھگڑا کرنا غیر اخلاقی ہے۔

مریض کی تیمارداری

جب کوئی بیمار ہو جائے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس کے گھر یا ہسپتال میں جا کر اُس کی عیادت کریں۔اس کی ہر ممکن طریقہ سے مدد کریں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ مریض جب گھر آئے تو اُس کی اچھی دیکھ بھال کریں۔اگر ہم ہسپتال میں جائیں تو وہاں کے اوقات کا ہمیں علم ہونا چاہیے۔ ملتے وقت مریض کو یاد دلائیں کہ آپ کے ساتھی سکول میں آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔اگر مناسب سمجھیں تو ہسپتال میں آپ اس کے لیے پھل اور پھول بھی لے جائیں تاکہ مریض خوش ہو۔ہمیں ہمیشہ مریض کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے کہ تمہاری بیماری معمولی ہے اور تمہیں جلد آرام آجائے گا۔اُس کی شفا کے لئے دعا بھی کرنی چاہیے۔مریض کا ماحول صاف رکھا جائے۔ہسپتال جاتے وقت احتیاط کریں کہ چھوٹے بچے نہ لے جائیں تاکہ وہ وہاں مریض کو پریشان نہ کریں بلکہ بچے بیمار بھی ہو سکتے ہیں۔ جب آپ عیادت کریں تو بڑے تحمّل اور حوصلہ سے کریں مریض کو خوف زدہ نہ کریں۔اُس کی بیمار پرسی کے لیے مثبت رویہ اختیار کریں۔آپ اُس کے خاندان سے بات کریں کہ اُسے کس چیز کی ضرورت ہے۔آپ ڈاکٹروں اور عملہ سے بھی تعاون کریں۔مریض کو تسلی دیں تاکہ وہ جلدی صحت یاب ہو جائے۔آپ اُس کے لواحقین کو کہیں کہ مریض اور اُس کے ماحول کی صفائی بھی رکھیں۔اگر ممکن ہو تو مریض کے لواحقین کے لئے کھانا اور پھل بھی لے جائیں۔اگر مریض غریب ہے تو اُس کی مالی امداد بھی کریں۔مریض کا حق ہے کہ اس کی تیمارداری کی جائے اور اس کی شفا کے لیے دعا کی جائے۔بیمار کا پہلا حق یہ ہے کہ اسے علاج کی مناسب سہولتیں فراہم کی جائیں۔بیماری کا علاج کروانا ضروری ہے۔اس سے پیار اور محبت سے پیش آئیں۔اسے تسلی دیں اور ہمت بندھائیں تاکہ اس کے اندر بیماری کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو جائے۔تیمارداری پر عدم توجہ مرض میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔بیمار کی تلخ باتیں بھی برداشت کریں۔ہمیں بیمار کی خدمت اور تیمارداری کر کے اچھے انسان اور اچھے شہری ہونے کا ثبوت دینا چاہیے۔ہر مذہب نادار مریضوں کی خدمت پر زور دیتا ہے۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے لکھیں۔

1۔ جذبہ حب الوطنی کے تحت اپنے ملک کے ساتھ محبت کا اظہار آپ کس طرح کریں گے۔
2۔ ایک اچھے شہری کے فرائض اور ذمہ داریوں کا تعین کیجیے۔
3۔ قومی یکجہتی کی اہمیت بیان کریں۔
4۔ پاکستان میں ایک شہری کو جو بنیادی حقوق حاصل ہیں ان کی تفصیل لکھیں۔
5۔ سماجی زندگی میں وقت کی پابندی کی اہمیت بیان کریں۔
6۔ سماجی زندگی میں بزرگوں کے احترام تفصیل سے بیان کریں۔

2۔ مندرجہ سوالات کے جوابات مختصر لکھیں۔

1۔ جذبہ حب الوطنی سے کیا مراد ہے؟
2۔ ایک شہری کی دو اہم ذمہ داریاں بتائیے۔
3۔ قومی یکجہتی سے کیا مراد ہے؟
4۔ قانون کا احترام ہمارے لیے کیوں لازم ہے؟
5۔ آئین کی تعریف کریں۔

3۔ درست فقرات کے سامنے (د) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیں۔

1۔ ہر معاشرے میں محب وطن لوگ موجود ہوتے ہیں۔
2۔ وطن کی محبت ایمان کی نشانی ہے۔
3۔ ہر ملک کے اندر قانون نافذ نہیں ہوتا۔
4۔ قومی سوچ بعد میں اور انفرادی سوچ پہلے ہونی چاہیے۔
5۔ ہر انسان کی فطری خواہش مل جل کر رہنے کی ہوتی ہے۔
6۔ پہلے بڑوں کا احترام اور پھر قانون کا احترام ضروری ہے۔

4۔ مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ پرانے وقتوں میں لوگ قانون کا احترام کر کے ____________ رہتے تھے۔
2۔ قومی ____________ اتحاد اور تعاون میں ہے۔
3۔ آئین بنیادی قواعد و ضوابط کا ____________ ہے۔
4۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اپنے عقائد اور ____________ کے مطابق زندگی بسر کرے۔
5۔ قانون کی عمل داری سے مراد ____________ کا بجا لانا ہے۔

6۔ دوسروں کی________________پر عمل کریں۔

5۔ درج ذیل فقرات کے چار ممکنہ جوابات دیے گئے ہیں ان میں سے درست جواب کا انتخاب کریں۔

1۔ حب الوطنی سے کیا مراد ہے؟

(الف) وطن کی محبت (ب) گھر کی محبت (ج) والدین کی محبت (د) دوستوں کی محبت

2۔ اچھے شہری کی خوبی ہے:

(الف) ملازمت کرنا (ب) سفر کرنا (ج) علم حاصل کرنا (د) کاروبار کرنا

3۔ استاد کا فرض ہے کہ محبت پیدا کرے:

(الف) دوڑنے کے لیے (ب) کھیلوں کے لیے (ج) گھر کے لئے (د) علم کے لئے

4۔ اچھا شہری مانتا ہے:

(الف) قوانین کو (ب) فرائض کو (ج) مذہب کو (د) لیڈر کو

5۔ پاکستان میں اکثریت ہے:

(الف) ہندوؤں کی (ب) مسیحیوں کی (ج) سکھوں کی (د) مسلمانوں کی

6۔ کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملایئے۔

کالم: الف	کالم: ب
سماجی	سلامتی
ہاتھ	اخلاص
امن	اقدار
بنیادی	ملانا
مشترک	آداب

عملی سرگرمی:

1۔ طلبہ اسکول میں قومی پرچم لہرانے کی تقریب میں روزانہ حصہ لیں۔

2۔ طلبہ بتائیں کہ وہ پڑھ لکھ کر کون سا پیشہ اختیار کریں گے جس سے وطن کی محبت کا اظہار ہو۔

اساتذہ کرام:

ہر ہفتہ کلاس میں طلبہ و طالبات کو ایسے مضامین، ترانے اور نظمیں پڑھائیں جن سے ''وطن کی محبت'' کا اظہار ہو۔

یونٹ 5:

شخصیات

تدریسی مقاصد:

۱۔ میرا بائی (زندگی اور کردار)

۲۔ مقدس آگسٹین (زندگی، کردار)

۳۔ احمد ابنِ محمد مسکویہ (زندگی۔ کتاب، تہذیب الاخلاق)

۴۔ ابرہام لنکن (زندگی۔ کردار)

میرا بائی (1498-1546)

پیدائش اور تعلیم و تربیت:

میرا بائی اور بھگوان شری کرشن

میرا بائی 1498 میں راجھستان کے شہر ''کُرکی'' (ڈسٹرک پالی) کے ایک شاہی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اُن کے والد کا نام رتن سنگھ تھا جو کہ راجھستان کا حکمران تھا۔ اُن کی پیدائش کے چار سال بعد اُن کی والدہ فوت ہو گئیں تو اُن کی پرورش اور تربیت اُن کی دادی نے کی۔

میرا بائی نے اپنے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی۔ اُن کو موسیقی کی تعلیم بھی دی گئی۔ ان کا خاندان بھگوان وشنو کی پوجا کرتا تھا۔ اُن کی دادی نے انھیں وشنو کی پوجا کی طرف مائل کیا مگر میرا بائی شروع سے ہی بھگوان شری کرشن کی طرف مائل تھیں اور اُن کی پوجا اور پریم کرتی تھیں۔ اُنھوں نے بھگوان شری کرشن کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی۔

میرا بائی کی شادی اور عملی زندگی کا آغاز:

میرا بائی جوان ہوئیں تو اُن کا ویواہ (شادی) بھوج راج سے کر دیا گیا جو میوار کے راج کمار تھے۔ شادی کے چند سال بعد میرا بائی کے پتی (شوہر) کا ایک جنگ میں زخمی ہونے کے بعد دھانت ہو گیا۔ میرا بائی کے سسرال والے انہیں ایک وِدوا (بیوہ) کی زندگی بسر کرنے اور اپنی دیوی دُرگا ماں کی پُوجا کرنے پر مجبور کرتے تھے۔ میرا بائی کے پتی کے دھانت (مرجانا) نے اُن کی پوری زندگی کو بدل کر رکھ دیا۔ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنی زندگی بھگوان شری کرشن کی پوجا کے لیے تیاگ دیں گی۔ اُن کے سسرال والوں نے اُن کے اس فیصلے پر اُن کو مارنے کی بھی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ وہ حسد کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ وہ ظاہری دُنیا سے بیزار نظر آتی تھیں۔ انھوں نے بھگوان شری کرشن کے پوتر استھان ورنداون میں ایک دھارمِک سمادھائے کی سنگت اختیار

کرلی۔ میرا بائی نے سماج کلیان کے کام شروع کر دیے اور بھگوان شری کرشن کی انوگامی بن گئیں۔

میرا بائی کے بھجن:

میرا بائی بھجن گاتے ہوئے

میرا بائی نے اپنی پوری دلجمعی سے کام کیا۔ اُنہوں نے بہت زیادہ بھجن لکھے اور راگا (Raga) میں گیت گانے کی ابتدا کی۔ اُن کے تمام کہانیوں اور بھجنوں کا محور اپنے بھگوان شری کرشن سے اٹوٹ محبّت اور وفاداری ہے۔ وہ اپنے بھجنوں میں بھگوان شری کرشن سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتیں۔ اُنہوں نے اپنے بھجن راجستھانی اور برج بھاشا میں لکھے جن کا بعد میں ہندی اور گجراتی زبان میں ترجمہ بھی ہوا۔ اُن کے بھجنوں میں سوز ہوتا تھا۔ اُن کے کردار کے اثرات نیچی ذاتوں پر بھی ہوئے جس سے اُن کی شہرت میں اضافہ ہوا۔ ''دوارکا'' میں بھگوان شری کرشن کا پوتر استھان تھا۔ میرا بائی شری کرشن بھگوان کی مورتی میں کسما گئیں تھیں۔

مقدس آگسٹین (354-430 AD)

پیدائش اور تعلیم:

مقدس آگسٹین

مقدس آگسٹین شمالی افریقہ کے ایک چھوٹے سے قصبے تھیگسٹ میں 13 نومبر 354 عیسوی میں پیدا ہوئے۔ جسے ''الجیریا'' کہا جاتا ہے۔ اُن کے والد کا نام پیٹرک تھا۔ اُن کے والدین نے اُن کو چھوٹی عمر میں ہی سمجھ لیا کہ وہ ذہین اور سمجھ دار ہیں۔ والدین نے اُن کو اچھی تعلیم دلوائی۔ اُن کے والدین اُن کو ایک اچھا وکیل دیکھنا چاہتے تھے تاکہ معاشرے میں ایک اچھا مقام مل سکے۔ اُن کی ماں ''مونیکا'' خداوند یسوع مسیح پر یقین رکھتی تھیں اس لیے وہ مقدّس آگسٹین کو خداوند یسوع مسیح کے بارے تعلیم دیتی تھیں۔ اُنہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے اسکول سے حاصل کی اور ثانوی تعلیم قریبی اسکول سے حاصل کی۔ کچھ عرصہ بعد وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے کارتھیج چلے گئے۔ اُنہوں نے ایک ثقافتی گروپ بنا رکھا تھا۔ وہ موسیقی، بحث و مباحثہ اور کھیلوں کو پسند کرتے تھے۔ اُنہوں نے سترہ سال کی عمر میں شادی کرلی اور اُن کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا۔ مقدس آگسٹین 383 میں روم چلے گئے اور میلان میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے۔ دو سال بعد وہ واپس تھیگسٹ چلے آئے۔

مقدّس آگسٹین نے ایک اسکول قائم کیا۔ یہاں پر انھیں کافی دوست مل گئے جو مل کر بحث و مباحثہ اور عقل و دانش کی باتیں کرتے۔ اس بات سے اُن کی والدہ سخت ناراض ہوئیں جس پر اُنہوں نے اپنی ماں سے معافی مانگ لی۔ ادب کے مطالعہ نے اُن کے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا کیں اور اُنہوں نے گفتار اور تقریر کے فن میں بڑا کمال حاصل کرلیا۔

اٹلی کا سفر:

اُنہوں نے اٹلی جانے کا ارادہ کیا تاکہ وہ اپنے کام میں مزید بہتری لاسکیں۔ یہاں طلبہ کے اندر نظم و ضبط تو تھا لیکن وہ انصاف پسند نہ تھے اور فیس ادا کرنے میں دیر لگاتے۔ اسی دوران مقدس آگسٹین نے یہیں رہنا بہتر سمجھا۔ جب اُن کو معلوم ہوا کہ میلان میں ایک عدالتی اسامی خالی ہے تو اُنہوں نے اس اسامی کے لیے درخواست دے دی۔ اُنہیں کچھ دنوں بعد ملازمت مل گئی۔ یہاں پر اُن کا زیادہ کام بادشاہ کے حق میں تقریر کرنا تھا۔

امبروز سے ملاقات اور بطور پادری تعیناتی:

امبروز مقامی چرچ کا منتظم تھا۔مقدس آگسٹین اکثراس سے ملاقات کرتے تاکہ اُس سے تدریس کے طریقے سیکھ سکیں۔یہاں اُنہوں نے اپنے آپ کوایک اچھا طالبعلم ثابت کیا۔مقدس آگسٹین نے 387 میں امبروز سے بپتسمہ لیا اور مسیحیّت اختیار کر لی۔اُنھوں نے امبروز کے خیالات سے فائدہ اُٹھایا اور مقدس پولس کی تحریروں کو پڑھا۔اس کے بعداُنہوں نے بحث ومباحثہ شروع کر دیا۔

اپنی والدہ کی وفات کے بعدمقدس آگسٹین واپس اپنے آبائی گاؤں تھیگسٹ آ گئے۔یہاں اُنہوں نے صحائف پڑھانے شروع کر دیے۔391 عیسوی میں وہ پادری بن گئے اور وہ چرچ کے منتظمِ اعلیٰ بھی رہے۔اُنہوں نے مسیحیّت کی بھرپور تبلیغ کی اور غریب لوگوں کے مسائل بھی حل کیے۔اُنہوں نے بطور منصف بھی کام کیا اور ہمیشہ سچ کی حمایت کی۔مقدس آگسٹین 42 سال کی عمر میں ہپو کے پادری مقرر ہوئے۔اُنھوں نے 396 سے 429 عیسوی تک اپنے علاقے پر حکومت بھی کی اور وہ 76 سال کی عمر میں وفات پائی۔

کتب:

اُنھوں نے بہت سی کتب اور خطوط لکھے اُن کی کتب اور خطوط نے مسیحیّت پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

ابرہام لنکن (1809 تا 1865)

ابتدائی زندگی:

ابرہام لنکن

ابراہم لنکن 1809 کو کینٹکی (Kentucky) میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام تھامس (Thomas) تھا۔ ابراہم لنکن کا تعلق ایک عام سے طبقے سے تھا۔زندگی کے ابتدائی سال کافی تلخ تھے کیونکہ نو برس کی عمر میں اُن کی والدہ وفات پا گئیں اور اُن کے والد نے دوسری شادی کر لی۔اسی کے ساتھ اُن کی زندگی کی تلخیاں شروع ہوگئیں۔اُن کا بچپن کینٹکی کے جنگلات میں گزرا۔پہلے وہ کھیتی باڑی کرتے تھی، پھر پوسٹ ماسٹر بنے اور بعد میں وکالت کے شعبے سے منسلک ہو گئے۔اُنہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم ایک مقامی اسکول سے حاصل کی۔وکالت کے شعبے میں اُنہیں کئی بار ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ناکام ہونا نہیں بلکہ دل چھوڑ بیٹھنا اصل ناکامی ہے۔ابراہم لنکن نے اقوامِ عالم کے آئین کا مطالعہ بھی کیا۔

سیاسی دور:

1833 میں ابراہم لنکن کوایک ذاتی کاروبار میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔1836 وہ سٹیٹ کی قانون ساز اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے اور 1836 ہی میں نروس بریک ڈاؤن ہوا۔1837 میں اُنہیں ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔1843 میں کانگرس میں نامزدگی کے دوران ناکامی ہوئی۔1848 میں کانگرس میں دوسری مدت کے لیے نامزدگی میں ایک بار پھر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔1854 میں سینٹ کے الیکشن میں پھر ناکامی ہوئی لیکن 1860 میں کامیاب ہوکر امریکہ کے صدر بنے اور 1864 میں دوبارہ امریکہ کے صدر کی حیثیت سے منتخب ہوئے۔یہ سب اُن کی مسلسل جدوجہد کا ثمر تھا کہ وہ امریکہ کے پہلے سیاہ فارم صدر منتخب ہوئے اور اُن کے رخصت ہوجانے کے اتنے عرصے بعد بھی دُنیا بھر میں اُن کو مقبولیت حاصل ہے۔قانون کی حکمرانی، غلامی کا خاتمہ اور امریکہ کے تمام افراد کی زندگی آسان بنانے کے حوالے سے ابراہم لنکن کا نام ہمیشہ سنہری حروف میں یاد رکھا جائے گا۔ابراہم لنکن کی زندگی ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ کامیابی

کے لیے اگر کچھ اہم ہے تو وہ محنت کا جذبہ اور کامیابی حاصل کرنے کی لگن ہے۔ایک جنگل میں پرورش پانے والے بچے کے لیے امریکہ کا صدر بننے کا خواب بظاہر تو ناممکن ہے لیکن اُن کی زندگی ایک مثال ہے جو دوبار امریکہ کے صدر منتخب ہوئے اور دُنیا کے دانشوروں نے اُنہیں دُنیا کا بہترین صدر قرار دیا۔

خانہ جنگی:

1861 سے 1865 تک امریکہ خانہ جنگی کے دور سے گزرا۔غلامی کے خاتمے کے خلاف جاگیرداروں نے مزاحمت کی۔اس موقع پر ابراہم لنکن نے اہم کردار ادا کیا۔اس خانہ جنگی میں تقریباً 20,000 امریکی ہلاک ہوئے۔اس کے بعد امریکہ میں ایک مہذب معاشرے کی تشکیل شروع ہوگئی اور جمہوریت آگے بڑھنے لگی۔ایک نئی ثقافت اور تمدّن نے جنم لیا۔ابراہم لنکن نے نہ صرف ملک کی اچھے طریقے سے راہنمائی کی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اُنہوں نے سیاہ فاموں کو ووٹ کا حق بھی دلایا اور امریکہ کو غلامی کے چنگل سے آزاد کرایا۔

وفات:

ابراہم لنکن اپنی بیوی کے ساتھ 4 اپریل 1865 کو ایک تھیٹر میں گئے جہاں پر اُنہیں ہلاک کر دیا گیا۔

احمد ابن محمد مسکویہ (932 تا 1030)

ابتدائی زندگی:

احمد بن مسکویہ

دسویں صدی عیسوی، اسلامی تہذیب وتمدن کی عظمت سے عبارت تھی۔مسلمانوں کی علمی وادبی اور سیاسی ترقی انتہائی عروج پر تھی۔یہ مسلمانوں کا سنہری دور کہلاتا ہے۔اس دور میں البیرونی اور ابوعلی سینا جیسے دانشور لوگ پیدا ہوئے۔اسی صدی کے دوران میں احمد ابن محمد مسکویہ جو احمد ابن مسکویہ کے نام سے بھی مشہور تھے، ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ان کی پیدائش 932 میں ''رے'' ایران میں ہوئی۔احمد بن مسکویہ ایک خدا پرست مسلمان اور ایران کے ممتاز فلسفی تھے۔

تعلیم اور ملازمت:

احمد ابنِ محمد مسکویہ تعلیم کے سلسلے میں ایران سے بغداد (عراق) چلے گئے۔وہاں اُنہوں نے بڑے احسن انداز سے تعلیم حاصل کی اور بڑی شہرت حاصل کی۔انہوں نے آغاز میں کیمیا گری کا پیشہ اختیار کیا۔عباسی دور میں وہ مختلف وزیروں کے ساتھ معاون کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور لائبریری میں بھی کام کیا، وہاں انہیں تحقیق کا علمی ذوق پیدا ہوا۔یہی وجہ تھی کہ آپ نے تحقیق کے میدان میں بھی اعلیٰ مقام حاصل کیا۔وہ اس وقت عرب اور ایران کی اشرافیہ کا اہم حصہ بن گئے۔احمد ابنِ مسکویہ عراق سے تحصیلِ علم کے بعد اصفہان (ایران) واپس آ گئے۔اس وقت اُن کے تعلقات اعلیٰ حکام سے استوار ہو چکے تھے۔

اخلاقیات کا مفکر:

احمد ابنِ مسکویہ ایک عظیم فلسفی مُورخ اور مفکر تھے جنہوں نے تاریخ فلسفہ اور اخلاقیات کے شعبے میں بہت کام کیا۔اُن کی تصنیف ''تہذیب الاخلاق'' ایک عظیم کتاب ہے۔آپ نے اخلاق اور کردار کے فروغ کے لیے سخت محنت کی۔اُنہوں نے نوجوانوں کی تربیت کی اور انہیں مناسب معلومات،

اخلاقی روایات اور کردار کی پختگی کے بارے میں بتایا تاکہ وہ اچھے شہری بن سکیں۔

1۔احمد ابنِ مسکویہ نے فلسفہ اخلاق پر باقاعدہ کتب لکھیں جن میں اخلاقی اصولوں کی وضاحت کی گئی۔

2۔''تجارب الامم''، جس میں اقوامِ عالم کے بارے میں عدالتی معاملات کو بیان کیا گیا ہے۔

3۔''کتاب الحکمت الخالدہ''جوفارسی زبان میں لکھی گئی،اس میں بہت سے نسخہ جات تحریر کیے گئے ہیں۔

کتب:

احمد ابن مسکویہ نے تاریخ، کیمیا اور نفسیات پر بھی کتب لکھیں۔آپ نے اسلامی فلسفہ پر بہت کچھ تحریر کیا جس میں خدا کی ذات کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا۔آپ نے اجتماعی انصاف کی تبلیغ کی اور آپ نے تحریر کیا کہ انسانی انصاف میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جبکہ خدا کے قانون میں ایسا نہیں ہے۔

موت کا وجودی تصور:

احمد ابن مسکویہ کے مطابق دنیاوی زندگی کا اختتام موت ہے اور اخروی زندگی کا آغاز یہ ہے کہ انسان اس فانی دنیا سے ابدی دنیا میں چلا جاتا ہے۔ تہذیب الاخلاق مین موت کے خوف کے اسباب اور علاج تجویز کیا گیا ہے۔اکثر لوگ موت سے اس لیے ڈرتے ہیں کیونکہ وہ اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ موت ایک تکلیف دہ تجربہ ہے، یا وہ آخرت کی سزا سے ڈرتے ہیں۔اصل میں یہ غم اور خوف ہماری جہالت کا ثبوت ہیں۔اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم برے کام نہ کریں اور نیک کاموں میں دلچسپی لیں۔موت امرِ ربی ہے۔ہم اس سے مفاہمت کر کے دین اور دنیا کے کاموں میں دلچسپی لے سکتے ہیں۔

احمد اِبن مسکویہ نے اصفہان میں 16 فروری 1030 میں وفات پائی۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے لکھیئے۔

1۔ میرا بائی کی ابتدائی زندگی اور اس کی مذہبی وابستگی کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

2۔ مقدس آگسٹین کی ابتدائی زندگی اور ایک استاد کی حیثیت سے اس کی خدمات کا ذکر کریں۔

3۔ احمد ابن مسکویہ کے حالات زندگی، فلسفہ اور اخلاقیات کے سلسلہ میں اس کی خدمات تحریر کریں۔

4۔ ابرہام لنکن کا امریکہ کے نامور صدر کی حیثیت سے خدمات کا ذکر کیجئے۔

2۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

1۔ میرا بائی کہاں پیدا ہوئیں؟

2۔ میرا بائی کے خاوند کا کیا نام تھا؟

3۔ مقدّس آگسٹین کہاں پیدا ہوئے؟

4۔ مقدّس آگسٹین نے ابتدائی تعلیم کہاں سے حاصل کی؟

5۔ احمد ابن مسکویہ نے کس موضوع پر کتاب لکھی؟

6۔ ابرہام لنکن کون تھا؟

3۔ دی گئی عبارات کے لیے درست جوابات کا انتخاب کریں۔

1۔ میرا بائی کی وابستگی تھی:

(الف) مہاتما بدھ (ب) مہاویر (ج) بابا گورو نانک صاحب جی (د) بھگوان شری کرشن

2۔ میرا بائی کے خاوند کا تعلق تھا:

(الف) بمبئی (ب) کولکتہ (ج) دوارکا (د) میوار۔

3۔ مقدس آگسٹین پیدا ہوئے:

(الف) 352 (ب) 353 (ج) 354 (د) 355

4۔ مقدس آگسٹین اہمیت دیتے تھے:

(الف) عورتوں کو (ب) مردوں کو (ج) دشمنوں کو (د) دوستوں کو

5۔ ابرہام لنکن تھے:

(الف) تاجر (ب) استاد (ج) صدر (د) وزیر اعظم

6۔ احمد ابن مسکویہ پیدا ہوئے:

(الف) عراق (ب) ایران (ج) عرب (د) دمشق

7۔ ابن مسکویہ نے لکھی:

(الف) کتاب الہند (ب) تہذیب الا اخلاق (ج) کشف المجوب (د) تاریخ ہندستان

4۔ خالی جگہ پر کیجئے۔

1۔ میرا بائی ______________ میں پیدا ہوئیں۔

2۔ میرا بائی کا خاوند ______________ پا گیا۔

3۔ مقدس آگسٹین کو پرائمری سکول میں کئی ایک ______________ سامنا کرنا پڑا۔

4۔ مقدس آگسٹین دوستوں کی کمپنی میں ______________ رہتے تھے۔

5۔ ابرہام لنکن امریکہ کے نامور ______________ تھے۔

6۔ 1865 میں ______________ ختم ہو گئی۔

7۔ احمد ابن مسکویہ کا پورا نام ______________ تھا۔

5۔ مندرجہ ذیل میں درست کے سامنے (د) اور غلط کے سامنے (غ) لکھیں۔

1۔ میرا بائی نے سکھ مت اختیار کیا۔

2۔ مقدس آگسٹین ایک نامور مقرر تھے۔

3۔ مقدس آگسٹین نے مقدّس پولس کی تحریروں کا مطالعہ کیا۔

4۔ ابرہام لنکن امریکہ کے وزیر اعظم تھے۔

5۔ احمد اِبن مسکویہ نے ''کتاب الہند'' لکھی۔

عملی سرگرمیاں:

1۔ طلبہ سبق ابراہم لنکن کے حالات زندگی پڑھیں اور کلاس میں تاثرات بیان کریں۔

2۔ طلبہ اس سبق میں دی گئی چاروں شخصیات کا مطالعہ کریں۔ ان میں جو شخصیت اُن کو پسند ہے، اس کی تعلیمات کو اپنی کاپی میں لکھیں۔

اساتذہ کرام:

طلبہ کی راہنمائی کریں کہ وہ بڑے بڑے مشاہیر کے کارناموں پر لکھی ہوئی کتب پڑھیں۔

فرہنگ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
مجسمہ سازی	مجسمے بنانا	لاقانونیت	جب کوئی قانون نہ ہو
رقص	ناچ	فلاسفی	سوچنے کا انداز
اسٹوپہ	بدھ مت کی عبادت گاہ	عمدہ سلوک	اچھا سلوک
گل کاری	پھول بوٹے لگانا	آمادگی	تیار ہونا
کندکاری	پتھر پر تحریر	معرفت	اللہ کو پہچاننا
تصویر کشی	تصویر کھینچنا	تصور	خیال
اخلاقیات	اخلاق کی جمع	قدیم	پرانی
مقدس	پاک	نظریات	نظریے کی جمع/خیالات
فلاح و بہبود	بہتری	بھروسا	یقین
تحفظ	حفاظت دینا	قبائل	جمع قبیلہ
اعضا	عضو کی جمع/جسم کے حصے	شہرت	مشہوری
گرانقدر	اہم۔قیمتی	عظیم	بڑا
فاؤنڈیشن	بنیاد	لافانی	نہ مٹنے والا
خبرگیری	حال پوچھنا	صراط مستقیم	سیدھا راستہ
تلخ	کڑوا	تنہائی	اکیلا پن
تلقین	وعظ و نصیحت	آفاقی	آسمانی
کردار سازی	کردار بنانا	عظمت	بڑھائی
عفودرگزر	معاف کردینا	متحرک	حرکت پذیر
احترام	عزت	قومی یکجہتی	قوم کا ایک ہوجانا
مواصلاتی رابطے	ایک دوسرے سے میڈیا کے ذریعے رابطے	تعاون	مدد
		انحراف	عمل درآمد نہ کرنا
پتی	شوہر	دھانت	مرجانا/فوت ہوجانا
ثقافت	کلچر	شریک سفر	سفر کا/کی ساتھی
شرکت	شامل ہونا۔حصہ لینا	بھگوان	ایشور کا اوتار
انکساری	عاجزی	مصائب	تکالیف
مریض	بیمار	وزڈم	عقل
حب الوطنی	وطن سے محبت	ہلاکت خیز	ہلاک کرنے والی/والا
دفاع وطن	وطن کی حفاظت	تشویشناک	تشویش پیدا کرنے والی/والا
جرأت	بہادری	تہذیب و تمدن	رہن سہن/کلچر
دو آتشہ	دوگنا	اقتصادی	معاشی

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	پبلیشرز	ایڈیشن
1۔	تاریخ اسلام	ڈاکٹر حمید الدین	فیروز سنز لمیٹڈ، شاہراہِ قائدِاعظم لاہور	2012
2۔	عظیم شخصیات کا	پلاٹنا جنٹ سمرسٹ فرائی	چوہدری غلام رسول اینڈ سنز	
	انسائیکلوپیڈیا	ترجمہ محمد زاہد ملک	اے۔وائی پرنٹرز آؤٹ فال روڈ لاہور	
3۔	قصص القرآن	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی	دارالاشاعت اردو بازار کراچی	
4۔	اخلاقیات	کانوینٹ ٹیچرز، راولپنڈی	جے۔ایفپرنٹرز، راولپنڈی	2010
5۔	پتھر کا زمانہ/لوہے کا زمانہ	ڈاکٹر مبارک علی	ایکشن ایڈ انٹرنیشنل، لاہور	2006
6۔	ضیاء النبی خَاتَمَ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ	پیر محمد کرم شاہ	1971 سے مسلسل اشاعت پذیر ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور	
			قرآن کمپلیکس، لاہور	
7۔	قصص الانبیا	مولانا عبدالعزیز	انارکلی، لاہور	2006
8۔	کتابِ مقدس	پاکستان بائیبل سوسائٹی	انارکلی، لاہور	2017
9۔	انجیلِ مقدس	پاکستان بائیبل سوسائٹی	مسیحی اشاعت، لاہور	1990
10۔	مسیحی اخلاقیات	ڈیرک میلکم (ترجمہ: جیکب سموئیل)		2013
		عمیر احمد	ایلیٹ پبلشرز اردو بازار، لاہور	
11۔	عظیم شخصیات	سکنلا جگن ناتھ		2009
12۔	ہندومت	ڈاکٹر جاوید اقبال ندیم	وکٹری بک بنک، اردو بازار، لاہور	
13۔	وجودیت			2009

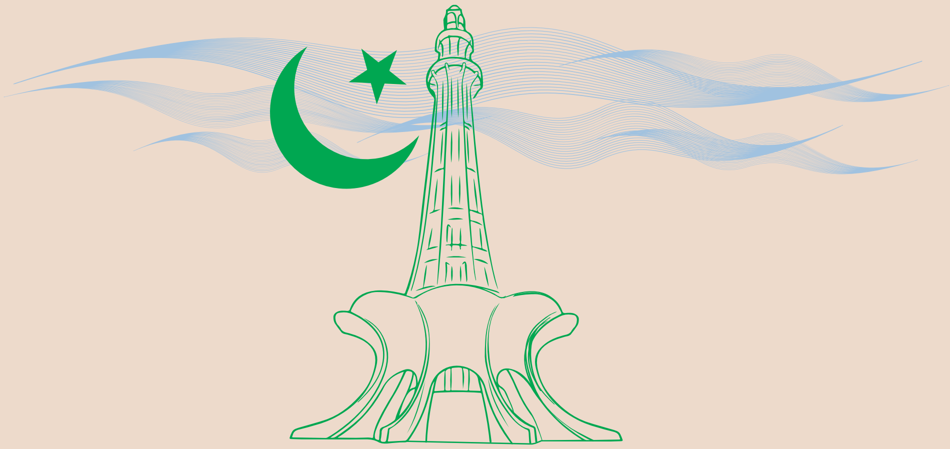

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد   کِشورِ حَسین شاد باد
تُو نِشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سَرزمین کا نِظام   قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم ، مُلک ، سلطنت   پایندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پَرچمِ ستارہ و ہِلال   رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی،شانِ حال   جانِ اِستقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور